بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
القرآن
اے مسلمانو! تم (نیک اعمال کے ذریعہ) اپنے آپ کو اور (صحیح تعلیم و تربیت کے ذریعہ) اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ
التحریم:6
الحدیث
کسی باپ نے اپنے بچہ کو کوئی ایسا عطیہ نہیں دیا جو اچھے ادب سے بڑھ کر ہو
ترمذی
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
93
ماہنامہ علم و عمل لاہور
جلد نمبر 8
شمارہ نمبر 9
شعبان ۱۴۳۲ھ
جولائی 2011ء
مصلح الأمت شیخ الحدیث
حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب
دامت برکاتہم
مغفرت کی رات...شبِ برأت
اداریہ
بیماری کے روحانی فوائد
4
بیان
قسط دوم
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
5+6+7
وصیّت کی حقیقت و اہمیت
10
اعمال کی روح و جان
12
اہم مسئلہ وراثت
اور کروڑوں مسلمانوں کی غفلت
16+17
أستاذ القرّاء حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب کی رحلت
19
دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجئے اور دوسروں کو لگوا دیجئے یا کم از کم بتا دیجئے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

از مدیر

مغفرت کی رات شبِ برأت

اس رات مغفرت سے محروم رہنے والے لوگ

اس رات میں حدِ اعتدال برقرار رکھئے

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن۔

"شب براءت" فارسی کا لفظ ہے عربی میں اس رات کو "لَیْلَۃُ الصَّکّ" (دستاویز کی رات) کہتے ہیں، چوں کہ اِس رات میں اموات وغیرہ کی تفصیلات فرشتوں کے سپرد کی جاتی ہیں اس لئے اسے لَیْلَۃُ الصَّکّ "رسید اور دستاویز کی رات" کہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ رات فضیلت والی رات ہے اِس رات کے بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت آتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ والہ وسلم نے فرمایا یَطَّلِعُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی خَلْقِہٖ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ۔ "کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف (خاص) توجّہ فرماتے ہیں اور شرک اور بُغض و عداوت رکھنے والوں کے علاوہ سب (مسلمانوں) کی بخشش فرمادیتے ہیں"۔ [طبرانی: 16972 ابن حبان: 5665]

اس رات میں کوئی خاص عبادت ثابت نہیں ہے۔ ویسے جو چاہیں عبادت کرلیں، قضا نمازیں زیادہ سے زیادہ پڑھ لیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ والہ وسلم کا (زندگی میں اس رات ایک بار) قبرستان جانا ثابت ہے۔ باقی اِس رات کے خیر و برکت اور فضیلت والا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بس گناہوں سے بچا جائے، مغرب، عشاء، فجر کی نمازیں باجماعت ادا کی جائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا وہ آدھی رات عبادت کرتا رہا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کرلی تو گویا وہ ساری رات عبادت کرتا رہا"۔ [مسلم: 1523]

بس اس رات پٹاخے نہ چلائے جائیں اور نہ ہی پٹاخوں کے لئے پیسے دیئے جائیں اور نہ کسی سے عداوت، دُشمنی، بُغض رکھا جائے بلکہ ہر ایک سے معاملہ صاف اور معافی تلافی کرلی جائے یہ اپنی مغفرت کرانے کا ذریعہ ہے، مزید توبہ واستغفار کیا جائے، دُعائیں خوب مانگی جائیں، رمضان کی تیاری کی جائے، آخرت بنائی جائے، حقوق اللہ، حقوق العباد سب معاملات دُرست کرلئے جائیں، تہجّد کی پابندی (خاص کر اس رات میں) ضرور کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق دیں۔

اٰمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

شعبان ۱۴۳۲ھ — جولائی 2011ء

بیاد

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

قیمت فی شمارہ .... 12 روپے

قیمت سالانہ ... (مع ڈاک خرچ) ... 150 روپے

رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

رقم منی آرڈر کیجئے یا دستی دیجئے

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے بہترین تحفہ کیا ہے؟ وہ بہترین تحفہ دینی علوم ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے رسالہ "ماہنامہ علم و عمل، لاہور" جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھیے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کے لئے ایک سال کے لئے جاری کرا دیجئے۔

نیز ان کو مزید خریدار بنانے کے لئے ترغیب بھی دیجئے کیوں کہ یہ کاروبار نہیں دین کے پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔

23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سُوا گجومتہ نزد کاہنہ نو، لاہور — پوسٹ کوڈ نمبر 53100

042-35272270
0302-4143044 0331-4546365

Email: aibneumar@yahoo.com
www.ibin-e-umar.edu.pk

اس نمبر پر دینی مسائل پوچھے جا سکتے ہیں صبح دس تا رات دس (جب نمبر کھلا ہو)
0321-8885370

شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ

فہم قرآن

کرامت اسباب سے بالاتر ہے

سورۃ البقرۃ: 102

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاتَّبَعُوْا	مَا	تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ	عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ
اور اُن لوگوں نے پیروی کی	اس چیز کی	جس کو پڑھتے تھے جنّات	سلیمان علیہ السلام کے دورِ حکومت میں

وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ	وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ	کَفَرُوْا	یُعَلِّمُوْنَ
اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے	اور لیکن جنّات اور شیطانوں نے	کفر اختیار کیا	تعلیم دیتے تھے

النَّاسَ	السِّحْرَ
لوگوں کو	جادو کی۔

ربط گزشتہ شمارہ میں معجزہ کا اسباب سے بالاتر ہونا بیان کیا۔ اب کرامت کا اسباب سے بالاتر ہونا بیان کرتے ہیں۔ معجزہ اور کرامت ہی دو ایسی چیزیں ہیں جو اسباب سے بالاتر ہوتی ہیں۔

کرامت کی مثال کرامت ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اور اس کے صادر ہونے میں ولی کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

قرآن پاک کے تیسرے پارے میں مذکور ہے حضرت مریم علیہا السلام ابھی بچّی تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام کے مکان پر چوبارہ تھا جس کو جالیاں لگی ہوئی تھیں، اور وہ کھلا ہوا تھا، حضرت زکریا علیہ السلام تالا لگا کر چلے جاتے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام اس چوبارہ میں ہوتیں، کبھی اِدھر جاتیں کبھی اُدھر جاتیں، كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴿آل عمران: 37﴾ جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام آتے تالا کھولتے اندر دیکھتے کہ پھلوں کا ڈھیر لگا ہوتا اور پھل بھی وہ کہ جس کا موسم نہ ہوتا مثلاً آموں کا موسم نہ ہوتا تو وہاں آم ہوتے، تو حضرت زکریا علیہ السلام پوچھتے تھے اے مریم! یہ تجھے کہاں سے ملا ہے؟ فرماتی تھیں "ربّ بھیجتا ہے"۔

یہ اُن کی کرامت تھی کہ دروازے بند ہیں، تالا لگا ہوا ہے، چابی حضرت زکریا علیہ السلام کی جیب میں ہے اور کوئی اس تالے کو ہاتھ لگانے کا مُجاز (اجازت یافتہ) بھی نہیں ہے۔

تو اس میں ان کا کوئی ذاتی دخل نہیں تھا۔ البتہ جو جادو ہے اُس کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔

حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
و صدر جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

ہبۂ غائبہ کا حکم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

یہاں دو چیزیں سمجھنے کی ہیں:

(1) ایک یہ کہ ہبۂ غائبہ کیا ہوتا ہے؟ (2) دوسرا یہ کہ ہبۂ غائبہ کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

ہبۂ غائبہ کی تین صورتیں (بیان کی گئی ہیں)

(1) پہلی صورت موہوب چیز یعنی جس کا ہبہ کرنا ہے وہ واہب (یعنی دینے والے) کی ملک میں ابھی نہ آئی ہو، صرف اس سے کچھ تعلق ہو گیا ہو، جیسے مسلمانوں کی کافروں سے لڑائی ہو اور اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ مالِ غنیمت آئے،

اب اِس مالِ غنیمت میں (جب کہ وہ انسان ہوں) مسلمانوں کے بادشاہ کو چار اختیار ہوتے ہیں:

ایک اختیار یہ ہوتا ہے کہ ان کو قتل کرا دے۔

دوسرا اختیار یہ ہوتا ہے کہ ان کا پانچواں حصّہ بیت المال میں جمع کرے اور باقی چار حصّے لڑائی کرنے والے مجاہدین میں تقسیم کرے۔

تیسرا اختیار یہ ہوتا ہے کہ مناسب فدیہ لے کر ان کافروں کو آزاد کر دے۔

چوتھا اختیار یہ ہوتا ہے کہ ان کو مفت ہی آزاد کر دے۔ اب ہبۂ غائبہ کی پہلی صورت یہ ہوئی کہ ایک مجاہد لڑائی میں شریک ہوا، بہت سے کافر مرد، عورتیں اور بچے مالِ غنیمت میں حاصل ہوئے، اب اس مجاہد کو اُمّید ہے کہ اگر بادشاہ نے مجاہدین میں یہ مرد اور عورتیں تقسیم کیئے تو میرے حصّہ میں "ایک مرد" ضرور آئے گا، اب وہ مجاہد کسی کو کہتا ہے کہ جو مرد میرے حصّہ میں آئے گا وہ میں نے تم کو دے دیا۔ **(2) دوسری صورت** یہ ہے کہ جس کو دینا چاہتا ہے وہ خود سامنے موجود نہیں ہے بلکہ اُس کا وکیل موجود ہے اس نے وکیل کو کہہ دیا کہ تم جس کے وکیل ہو میں نے اس کو یہ غلام جو میرے پاس ہے دیا۔ **(3) تیسری صورت** یہ ہے کہ ایک مجاہد کی ملک میں ایک غلام ہے لیکن وہ مجاہد کی مجلس میں موجود نہیں ہے کسی سے کہہ دیا کہ وہ غلام میں نے تمہیں دیا۔ شریعت میں ہبۂ غائبہ کی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرماویں۔

محمد سرور عفی عنہ

آمین ثم آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

جو کام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے وہ "گناہ" ہے۔ (صدرِ جامعہ)

بیماری کے روحانی فوائد

مکتوب از: عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولٰنا عبدالرحمٰن
بن
حضرت صوفی صاحب

بیماری کے آنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے ثمرات اور فوائد (روحانی لحاظ سے) بندہ کو نصیب ہوتے ہیں لیکن بیماری کو از خود طلب نہ کرے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت ہی کی دُعا کرے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیماری آجائے تو درجِ ذیل نعمتوں کو سوچے اور صبر کا مظاہرہ کرے اور یوں دُعا کرے کہ

"اے اللہ! بے شک بیماری بھی آپ کی نعمت ہے مگر میں کمزور ہوں اس کا متحمل نہیں آپ اپنی مہربانی سے اس بیماری کی نعمت کو عافیت کی نعمت سے بدل ڈالیے"۔

1 گناہوں کی مغفرت (وعدۂ الٰہی کے موافق) اور ثواب کی اُمید (مختلف احادیثِ مبارکہ میں بیماری پر اجر ملنے سے متعلق آپ ﷺ کے مختلف ارشادات موجود ہیں) 2 اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار۔ 3 اپنا جائزہ لینے کی توفیق (عموماً بیماری میں انسان کو اللہ تعالیٰ اپنا جائزہ لینے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں)۔ 4 اپنی خامیوں اور کمزوریوں اور باطنی عیوب کا احساس ہونا اور اصلاح کے لئے آئندہ لائحۂ عمل طے کرنے کی توفیق۔ 5 رُجوع الی اللہ (دُعا) کی توفیق مل جاتی ہے۔ اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ 6 کثرتِ استغفار کی توفیق مل جاتی ہے (قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ میں استغفار کی بہت سی برکات ذکر ہوئی ہیں) بیمار کو بیماری کی وجہ سے یہ دولت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ 7 اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرنا۔

8 حق تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور مہربانیوں کا مشاہدہ کرنا۔ 9 اللہ تعالیٰ کی محبّت میں اضافہ بلاواسطہ اور مخلوق کے واسطہ سے۔ 10 گناہوں سے بچنے کی توفیق مل جانا جو کہ بہت ضروری ہے۔ 11 تواضع اور انکساری کا نصیب ہو جانا (جس دولت کو حاصل کرنے کے لئے اللہ والے اور مشائخ عظام بہت سی محنتیں و کوششیں کرتے ہیں)۔ 12 بیماری سے غفلت کا علاج ہو جاتا ہے۔ 13 جلوت میں (لوگوں میں) خلوت (تنہائی) کا نصیب ہونا۔ 14 دُنیا کے عارضی ہونے کا احساس اور آخرت کی تیاری کی طرف توجّہ کا نصیب ہو جانا۔ 15 بیماری سے زاویۂ نگاہ کی دُرستگی ملتی ہے۔ یعنی مخلوق سے نظر ہٹ جاتی ہے اور خالق پر جا لگتی ہے کیوں کہ حقیقی شفا دینے والی ذات اُسی کی ہے۔ 16 باطنی پاکیزگی کا نصیب ہو جانا۔ 17 صبر کی توفیق ملنا۔

18 شکر کی توفیق ملنا (جب کہ بیماری کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھے)۔

گناہ کی حیثیت مرض کی ہے اور "توبہ" بمنزلہ عافیت کے ہے۔ (طریق الھجرتین ص: 193)

حالاتِ حاضرہ کی ابتری اور شریعت کی رہبری

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

مایوسی کی کیفیت

اِس وقت آپ دیکھیں گے کہ ہر شخص کے دل و دماغ پر ایک مایوسی کی سی کیفیت ہے، کہ حالات تو خراب سے خراب تر ہورہے ہیں اُمید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی، کہیں سے کوئی روشنی پھوٹتی دکھائی نہیں دیتی، اس لئے طبیعت مایوس اور بے زار ہے اور مایوسی نے لوگوں کے دلوں پر ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں (جس کی ابتداء میں تلاوت فرمائی) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اگراس کو صحیح سمجھے اور اس کے اوپر صحیح عمل کرنے کی کوشش کرے تو اس مایوسی کا علاج بھی موجود ہے۔ پہلے میں اس آیت کا ترجمہ پیش کرتا ہوں اس کے بعد اس کی کچھ تشریح ان شاء اللہ تعالیٰ عرض کروں گا۔

باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o ﴿المائدۃ:105﴾

’’اے ایمان والو! (یعنی اے وہ لوگو جو مجھ پر ایمان لائے ہو) ’’تم اپنی خبر لو (یعنی اپنے عیوب کو درست کرنے کی کوشش کرو) اگر تم راہِ راست پر آگئے (یعنی ہدایت کا راستہ تم نے اختیار کرلیا) تو جو لوگ گم راہی میں بھٹک رہے ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، آخرِ کار تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم دُنیا میں کیا کام کرتے رہے‘‘

ہماری ایک عظیم نفسیاتی غلطی

اس آیتِ کریمہ میں باری تعالیٰ نے ہماری ایک عظیم نفسیاتی غلطی پر ہمیں متنبّہ فرمایا ہے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ جب اس طرح کا ماحول سامنے آتا ہے تو ہم دن رات اس ماحول پر تنقید میں لگے رہتے ہیں اور کہتے ہیں بھائی! دُنیا تباہ ہوگئی لوگ غلط راستے پر جا رہے ہیں، رشوت ستانی کا بازار گرم ہے، بد عملی ہے، بے چینی ہے، اسی طرح تبصرے میں ہم مصروف رہتے ہیں، شاید ہی ہماری کوئی محفل خالی ہوتی ہوگی جس میں ان حالات کے اوپر تنقید و تبصرہ نہ ہو۔ جہاں چار آدمی بیٹھیں گے تو حالات کا شکوہ و شکایت کریں گے، اور لوگوں کی برائیاں بیان کریں گے لوگ یہ کررہے ہیں، لوگ یہ کررہے ہیں، لوگ یہ کررہے ہیں، **نتیجہ اُس کا یہ ھے کہ** دوسرے لوگوں کے عیوب اور ان کی غلطیوں پر تو خوب مزے لے لے کر تبصرے کرتے

ہیں، اس کے ذریعہ سے اپنی مجلسیں جماتے ہیں، اور اِن مجلسوں کے اندر ہر ایک شخص اپنا قصّہ سناتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو ایسے کہتے ہوئے سنا، دوسرا کہتا ہے میں نے فلاں شخص کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا، سنی سنائی باتیں بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات وہ باتیں صحیح بھی ہوتی ہیں اور بعض اوقات غلط بھی ہوتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ھے کہ دوسرے لوگوں کے عیوب کا ذکر کرنے کے نتیجہ میں ہم اپنے آپ سے غافل ہو بیٹھتے ہیں، گویا جب ہم محفل میں بیٹھ کر دوسرے لوگوں کے غلط طرزِ عمل پر تبصرے کرتے ہیں تو گویا یہ کہتے ہیں کہ ہم تو پاک صاف ہیں، ہم تو غلطیوں سے بَری ہیں لیکن دُنیا خراب ہوگئی ہے اور اُس دُنیا کی خرابی کا شکوہ ہماری زبان پر رہتا ہے۔

ہماری نفسیاتی غلطی کا علاج ارے بھائی! قرآن یہ کہتا ہے کہ ہر ایک کو اپنی قبر میں سونا ہے اگر کوئی دوسرا شخص غلط راستہ پر جارہا ہے، گمراہی اختیار کئے ہوئے ہے چاہے وہ فکری گمراہی ہو یا عملی، اگر وہ فسق وفجور (گناہوں) میں مبتلا ہے، رشوت ستانی وغیرہ کر رہا ہے تو یہ اس کا کام ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جاکر جواب دہی کرنی ہے تم اُس کے ٹھیکے دار نہیں ہو، تمہارے اوپر اس کی ذمہ داری براہِ راست نہیں آتی، تمہارے اوپر جو براہِ راست ذمہ داری آتی ہے وہ تمہاری اپنی آتی ہے۔ لٰہذا دوسروں کو بُرا بھلا کہنے سے پہلے اور دوسروں پر تبصرے اور تنقید کرنے سے پہلے اپنی خبر لو اور اپنے بارے میں غور کرو، اس کا جائزہ لے کر دیکھو، کیوں کہ جو گمراہی کے راستہ پر جارہے ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر تم سیدھے راستہ پر آجاؤ، اپنی فکر کرو، اپنے حالات کا جائزہ لو اپنی غلطیوں کو درست کرنے کی طرف توجہ کرو۔

بگڑا معاشرہ کیسے درست ہو؟ اگر ہم اس کے اوپر عمل کرنا شروع کر دیں کہ مجھے دوسروں سے کیا سروکار مجھے تو اپنی قبر میں سونا ہے، اپنے اعمال کا جواب دینا ہے کہ میں اپنی صبح سے لے کر شام تک کی زندگی میں کیا کرتا ہوں، اس میں کون سا کام ایسا ہے جو صحیح ہے اور کون سا کام ایسا ہے جو غلط ہے، اور جو غلط ہے اس کو درست کرنے کی فکر کرلوں، تو کم از کم ایک چراغ جل گیا، ایک آدمی کو ہدایت حاصل ہوگئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنّت یہ ہے کہ چراغ سے چراغ جلتا ہے، اگر ہر آدمی اپنی اصلاح کی فکر اپنے دل میں بسالے تو اس کے نتیجے میں رفتہ رفتہ معاشرہ درست ہو جائے گا۔

اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیجیے ایک حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے: [مسلم: 6850]

اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَکَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَکُهُمْ

"جب کوئی شخص یہ کہے کہ سارے لوگ برباد

ہو گئے (یعنی آخرت اور دین کے اعتبار سے) تو سب سے زیادہ برباد وہ شخص خود ہے''۔

اس لئے کہ وہ دوسروں کو دیکھ رہا ہے اور اپنی غلطی اور اپنی اصلاح سے غافل ہے۔ ایسا لگتا ہے (اللہ تعالیٰ بچائے) کہ کہیں ہم اس کے مصداق نہ بن رہے ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر تم دوسرے لوگوں کے طرزِ عمل کو چھوڑ کر اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیا کرو کہ آیا میں جھوٹ بولتا ہوں یا نہیں؟ اگر بولتا ہوں تو اس کی اصلاح کروں۔ غیبت کرتا ہوں یا نہیں کرتا؟ اگر کرتا ہوں تو اس کا سدِّ باب کروں، میری آمدنی کے اندر کوئی حرام چیز تو شامل نہیں ہو گئی؟ اگر ہے تو اس کا سدِّ باب کروں۔ میں اپنی نگاہوں کو یا اپنے کانوں کو صحیح استعمال کرتا ہوں یا ناجائز استعمال کرتا ہوں؟ اس کی اصلاح کرنے کی فکر کروں اور دوسرے لوگوں کی فکر چھوڑوں۔

اپنی فکر پہلے کیجئے یہی مضمون ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم چار چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لو تو اس وقت اور لوگوں کی فکر سے بے نیاز ہو کر اپنے نفس کی فکر کرنا شروع کر دو (وہ چار چیزیں ایسی بیان فرمائی ہیں لگتا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ آج کے حالات کا مشاہدہ آنکھوں سے کر کے ارشاد فرما رہے ہیں): (1) جب تم یہ دیکھو کہ مال کی محبت کے جذبہ کی اطاعت ہو رہی ہے یعنی جو بھی کام کیا جاتا ہے وہ پیسے کی خاطر کیا جا رہا ہے کہ میرا پیسہ بڑھ جائے، اسی فکر میں لوگ مبتلا ہیں، اسی کے تحت ساری کارروائیاں کر رہے ہیں۔ (2) اور جب خواہشاتِ نفس کی پیروی کی جا رہی ہو یعنی جو جی میں آیا چاہے اچھا ہو یا بُرا، جائز ہو یا ناجائز آدمی اس کی پیروی کر رہا ہے۔ (3) اور جب دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جا رہی ہو کہ میری یہ دنیا بن جائے، میرے بینک بیلنس میں اضافہ ہو جائے، میرے پیسے بڑھ جائیں، میرا مکان اچھا ہو جائے، میری گاڑی اچھی ہو جائے، میرا لباس اچھا آ جائے، دن رات اسی دُھن میں انسان لگا ہوا ہے اور آخرت سے غافل ہے۔ (4) ہر صاحبِ رائے شخص اپنی رائے کے گھمنڈ میں مبتلا ہے دوسرے کی سننے کو تیار نہیں کہ میں جو سمجھتا ہوں وہ درست ہے دوسرا جو کہہ رہا ہے وہ غلط ہے۔

[ابوداؤد: 4343، ترمذی: 3058]

جائزہ لے کر دیکھ لیجئے کہ یہ چاروں باتیں بظاہر پوری نظر آ رہی ہیں، تو فرمایا اپنے نفس کی فکر اور عام لوگوں کے معاملہ کو اُن کے اوپر چھوڑ دو۔ بات یہ ہے کہ دوسرے لوگوں پر تبصرہ کرنے کے نتیجہ میں ہم لوگ اپنی اصلاح سے غافل ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خرابی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ خرابی کے اندر اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔........

جاری ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؔ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ؔ ﴿آل عمران: 159﴾

’’پس جب آپ پختہ ارادہ کرلیا کریں تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور وہ کام کرلیں، اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں‘‘۔

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حَقُّ اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کے حق) میں غلطی ہوگئی تھی جو کہ اُنہوں نے جان بوجھ کر نہیں کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی وہ غلطی معاف فرمادی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ اِس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سفارش فرما رہے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ غلطی اللہ تعالیٰ کے حق میں تھی مگر چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے والے ہیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے خلاف کیا اس لئے آپ کو تکلیف پہنچی ہے، آپ بھی انہیں معاف فرمادیں، آخرت کا عذاب تو اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں کچھ تنگی تھی اس تنگی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سفارش فرمارہے ہیں کہ آپ بھی معاف فرما دیں اور آپ ان سے مشورہ بھی لیا کریں تا کہ اُن کی طبیعت کھل جائے کہ آپ تو ہم سے مشورہ لے رہے ہیں اور ہم پر اعتماد کر رہے ہیں۔ اِن چیزوں کو سوچنے کی وجہ سے اُن کے دِل میں سکون اور خوشی پیدا ہوگی پھر وہ نیک اعمال خوشی، محبت اور ہمیشگی کے ساتھ کریں گے۔ اور اُن سے مشورہ کرنے کے بعد آپ جو فیصلہ کریں پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے وہ کام کرلیا کریں، اگرچہ سب کا مشورہ آپ کے خلاف ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ کرنے کے بعد مشورہ کرنے والے کو خود اختیار ہوتا ہے کہ وہ جو کام چاہے کرلے اس میں کثرتِ رائے کو دخل نہیں ہوتا کہ جس طرف لوگوں کی رائے زیادہ ہو اس پر ہی عمل کرے یہ کوئی ضروری نہیں، اگر آپ کثرتِ رائے کا خیال کریں گے تو کثرتِ رائے آپ کو گم راہ کردے گی۔

جمہوریت کسے کہتے ہیں؟

شریعت میں کثرتِ رائے کو کچھ دخل نہیں۔

شریعت میں جمہوریت کا درجہ صرف اتنا ہے کہ جب خلیفۂ وقت فوت ہوجائے تو اہلِ حل وعقد (جن پر لوگوں کو اعتماد ہوتا ہے) جمع ہوجائیں اور وہ مشورہ کر کے کسی کو اپنا خلیفہ بنالیں اور تمام لوگ اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں کہ آپ ہمارے خلیفہ ہیں، پھر موت تک وہی

خلیفہ ہوتا ہے جب تک وہ کفر اختیار نہ کر لے۔
تو اس آیت مبارکہ میں نبی پاک ﷺ کو یہی حکم ہے کہ آپ جب کسی کام کو کرنے کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر توکّل و بھروسہ کر کے اس کام کو کر لیا کریں۔

توکّل کی صورتیں آخرت کے کاموں میں توکّل جائز نہیں کہ کوئی شخص کہے کہ میں تو نماز نہیں پڑھتا، زکوٰۃ نہیں دیتا، حج نہیں کرتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر مجھے توکّل اور بھروسہ ہے کہ وہ مجھے یوں ہی بخش دیں گے۔
یہ جائز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کا کرنے کا حکم دیا ہے وہ کام کرنے پڑیں گے۔

اسبابِ ضروریہ دنیا کے کاموں میں جو اسباب یقینی ہیں اُن میں بھی توکّل جائز نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یوں ہی زندہ رکھیں گے حالاں کہ عادۃً بندہ ان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اِس لئے اِن اسباب کو چھوڑنا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ کھانا پینا چھوڑنے کی وجہ سے مر گیا تو حرام اور خودکشی کی موت مرا اور خودکشی جائز نہیں ہے اِس لئے کھانا پینا چھوڑنا بھی جائز نہیں ہے۔

اسبابِ ظنیہ پیسے کمانے کے جو اسباب ہیں مثلاً تجارت کرنا، کھیتی باڑی کرنا، ملازمت کرنا وغیرہ، یہ مال کمانے کے ظنّی اسباب ہیں اِن کا چھوڑنا ہر آدمی کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔
عام آدمی کو چاہئے کہ اِن اسباب کو اختیار کرے اور پھر بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کرے، ہاں! جو بڑے درجہ کے لوگ ہیں وہ اِن اسباب کو چھوڑ سکتے ہیں کہ اِن اسباب کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔
تو بہر حال اسباب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں، اِس لئے انہیں اختیار کرے لیکن توکّل اور بھروسہ اللہ تعالیٰ ہی پر کرے۔

شرافت وانسانیت کے چھ کام

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ شرافت وانسانیت کے چھ کام ہیں:
تین حضر کے اور تین سفر کے۔

حضر کے تین کام (1) تلاوتِ قرآن کرنا (2) مسجدوں کو آباد کرنا (3) ایسے دوستوں کی جماعت بنانا جو اللہ تعالیٰ اور دین کے کاموں میں امداد کریں۔

سفر کے تین کام (1) اپنے توشہ سے غریب ساتھیوں پر خرچ کرنا (2) اچھے اَخلاق سے پیش آنا (3) رفقائے سفر کے ساتھ ہنسی خوشی، تفریح وخوش طبعی کا طرزِ عمل رکھنا بشرطیکہ یہ خوش طبعی گناہ کی حد میں داخل نہ ہو جائے۔
(معارف القرآن 300/1)

وصیّت کی حقیقت و اہمیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیّت کس طرح لکھنی چاہئے؟

از مدیر ماہ نامہ علم و عمل، لاہور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلیٰ اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ہر جان دار نے موت کا مزہ چکھنا ہے، کسی کے لئے یہ ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور کسی کے لئے کڑوا ہوتا ہے، دار و مدار اعمال پر ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے اعمال دُرست کریں، اعمال ہی میں سے ایک عمل ''وصیّت'' کا ہے یعنی ہر مسلمان کو اپنا وصیّت نامہ تیار کرنا چاہئے اور تیار رکھنا چاہئے اور وصیّت صحیح طریقہ سے کی جائے، اِس سلسلہ میں ہم مسلمانوں سے بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔

بعض روایات کے مطابق'' انسان نیک عمل کر رہا ہوتا ہے مگر غلط وصیّت کر کے دوزخ میں چلا جاتا ہے''۔ [ابوداوٗد:2869، ترمذی:2117]

اِس لئے ہمیں غلط وصیّت تو کبھی نہ کرنی چاہئے **البتہ** چند باتوں کی وصیّت درست طریقہ سے ضرور کرنی چاہئے۔

مثلاً (1) کسی کے ساتھ لمبا اُدھار یا کوئی لین دین کا لمبا معاملہ کیا ہے تو اُسے اپنے وصیّت نامہ میں درست انداز میں لکھ دینا چاہئے۔

(2) یہ وصیّت بھی ضرور کیجئے کہ میرے مرنے کے بعد آوازیں نکال کر رونا اور بے ہودہ قسم کی باتیں ہرگز نہ ہوں۔ (3) یہ وصیّت بھی لکھئے کہ میرے مرنے کے بعد کوئی ناجائز رسم نہ کی جائے۔ (4) اور یہ بھی وصیّت لکھئے کہ میں اپنے شہر سے دور کسی دوسرے شہر میں مرجاؤں تو میری میّت کو میرے شہر میں واپس نہ لایا جائے بلکہ وہیں دفنا دیا جائے۔ مثلاً اگر لاہور کا رہنے والا ہے اور قصور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ غرض اپنے قریبی شہر میں مرجائے تو بہتر یہی ہے کہ اُسی شہر میں دفنایا جائے مگر چوں کہ قریبی شہر میں مرا ہے اس لئے اپنے اصل شہر میں لے جانا بھی قدرِ گنجائش رکھتا ہے (یعنی 77 کلومیٹر کے اندر اندر) اور اگر دور کسی شہر میں مرا ہے مثلاً لاہور سے راولپنڈی، ملتان، پشاور، فیصل آباد یا جیسے کراچی سے حیدرآباد، نواب شاہ، سکھر واقعہ پیش آیا ہے تو میّت کو لاہور یا کراچی منتقل کرنا، اِسی طرح میّت کو اپنے آبائی گاؤں منتقل کرنا جوکہ 77 کلومیٹر سے زائد ہو مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل 116/3) چوں کہ آج کل ہمارا مسلم معاشرہ مرضی کا مالک ہے اس لئے اِس حوالہ سے بھی بندہ کو ضرور وصیّت لکھنی چاہئے۔ (5) نیز یہ بھی وصیّت لکھی جائے کہ میرا جنازہ ایک سے زائد مرتبہ نہ پڑھا جائے۔ آج کل بہت سے

چاہنے والے اپنے اپنے شہروں میں جنازہ پڑھ لیتے ہیں، شریعت میں اِس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ 6 خواتین جو ناخن پالش لگاتی ہیں وہ یہ بھی وصیّت لکھیں کہ میرے مرنے پر نہلانے سے پہلے ناخن پالش اتار لی جائے۔

7 اِسی طرح اپنے فرائض، واجبات جو وقت پر ادا نہ ہوسکے تھے (قضا ہو گئے تھے) اُن کی تفصیل وصیّت میں لکھی جائے کہ میری اتنی نمازیں قضا ہیں ان میں سے اتنی پڑھ لی ہیں یا اس ترتیب سے پڑھ رہا ہوں، فلاں سن میں مکمل ہوں گی اِس سے پہلے مرجاؤں تو فدیہ دے دیا جائے۔ اِسی طرح تمام چھوڑے ہوئے فرائض، واجبات کی تفصیل لکھئے اور وقتی عبادت کسی صورت قضا نہ ہونے دیجئے۔

8 نیز اپنی اولاد کی بہتری کے لئے جو اچھی وصیّت یا نصیحت لکھنا چاہیں ضرور لکھئے۔

یاد رکھئے! کہ ایک دو رات بھی بغیر وصیّت کے گزارنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم نے فرمایا ''کسی مسلمان کے پاس کوئی چیز ہو جس کی وصیّت کرنا ہو تو اس کے لئے یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ دو راتیں گزر جائیں اور اس کی وصیّت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو''

[بخاری: 2587، مسلم: 4291]

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنے اور ہر مسلمان کو صحیح طریقہ سے وصیت لکھ کر رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

ثم آمِین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

وقت سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''میں نے ایسے لوگوں کو پایا ہے (مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) جن کا اپنے عمر کے لمحات اور اوقات پر بخل سونے چاندی کے دراہم ودنانیر سے کہیں زیادہ تھا۔

(کتاب الزہد لابن المبارک 4/1)

یعنی جس طرح عام آدمی کی طبیعت سونے چاندی کی طرف مائل ہوتی ہے اور اس کو حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے اور اگر کسی کے پاس سونا چاندی ہو تو وہ اس کو بڑی حفاظت سے رکھتا ہے اور اس کو غیر محفوظ جگہ رکھنے سے گریز کرتا ہے اسی طرح یہ وہ لوگ تھے جو سونے چاندی (یعنی مال ودولت) سے کہیں زیادہ اپنی عمر کے لمحات کی حفاظت کرتے تھے اس لئے کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ سونے چاندی کی اشرفیوں (یعنی مال ودولت کے ڈھیر) سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

اَعمال کی روح وجان

مولانا محمد طیب الیاس صاحب، لاہور

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دُنیا میں چار قسم کے اشخاص پائے جاتے ہیں:

1 ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت اور علمِ دین سے ممتاز کیا ہے، وہ مال کے خرچ کرنے میں اللہ ربّ العزّت سے ڈرتا ہے (یعنی بے جا مال خرچ نہیں کرتا) اور رشتہ داروں کی اِمداد کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس مال میں اللہ تعالیٰ کا بھی (حق ہے زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ کی صورت میں) پس یہ شخص مرتبہ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ 2 دوسرا وہ شخص جسے حق تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے مگر دولت نہیں بخشی لیکن وہ نیّت میں صادق (سچّا) ہے، اس کی آرزو ہے کہ اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح راہِ خدا میں خرچ کرتا، پس اسے اس کی سچّی نیّت کا پھل ملے گا اور اجر و ثواب میں یہ دونوں برابر ہیں۔ 3 تیسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت تو بخشی ہے لیکن علم عطا نہیں فرمایا، اسے بے علمی اور مال داری میں اپنی دولت ہی کی دُھن ہے اور وہ اسی میں مگن ہے۔ مال و دولت خرچ کرنے میں نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نہ عزیز و اقارب کی مدد کرتا ہے اور اسے ذرا بھی احساس نہیں کہ اس کے مال میں اللہ تعالیٰ کا بھی حق ہے۔ یہ شخص سب سے زیادہ بُرا اور ذلیل ہے۔ 4 چوتھا وہ شخص جسے حق تعالیٰ نے نہ مال و دولت سے سرفراز فرمایا اور نہ علم کی دولت بخشی ہے، اس کی آرزو ہے کہ اگر اس کے پاس بھی مال و دولت ہوتا تو وہ بھی اس مال دار کی طرح عیش مناتا اور رنگ رلیوں میں مال خرچ کرتا، اسے اپنی نیّت کا بدلہ ملے گا اور گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ [ترمذی: 2325، مسندِ احمد: 18060]

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ جو کام بھی کرے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھے، اور اس میں کسی قسم کی نفسانی، ذاتی یا دنیوی غرض مقصود نہ ہو، اسی کو "اخلاص" کہتے ہیں، یہی اعمال کی روح اور جان ہے اور اسی پر مدارِ قبولیّت ہے۔ ایک ہی عمل اچھی نیّت کر لینے سے کارِ خیر (نیک کام) بن جاتا ہے اور اسی میں اگر کوئی فساد آ جائے تو وہ قابلِ مذمّت ٹھہرتا ہے پھر یہ کہ مباح کام کو نیک بنانے اور ثواب کمانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں اچھی نیّت کر لی جائے جیسے "میں کھانا کھاتا ہوں تاکہ قوّت حاصل ہو اور عبادت کر سکوں وغیرہ"۔ پھر کسی نیک کام میں غلط نیّت جیسے ریا (دکھلاوا)، شہرت وغیرہ اس کو ثواب سے محروم کر دیتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا ہی مقصود و مطلوب ہے، اور اسی ارادہ سے کاموں کو سرانجام دینا چاہیئے۔

وَمَنْ تَكُنْ خَلَصَتْ لِلّٰهِ نِيَّتُهُ
اَصَابَ نُجْحًا عَلَى الْاَيَّامِ مَضْمُوْنَا

"جس کی نیّت صرف اللہ کی رضا و خوشنودی ہو وہ حوادثاتِ زمانہ کے خلاف کامیابی کی ضمانت حاصل کرلے گا"۔

کشکول
قارئین کرام کے مراسلوں سے مزیّن

اُس دن کے لئے سامان تیار کر رکھو!

ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے، قبر کھودی جارہی تھی، آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے، یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ پر اس قدر رقّت طاری ہوئی کہ آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی، پھر فرمایا: ''بھائیو! اس دن کے لئے سامان تیار کر رکھو یعنی نیک اعمال کرلو''۔

[سنن ابنِ ماجہ، باب البکاء والخوف]

مرسلہ: عبدالحیٔ جیلانی، لاہور

کیا تہذیب میں ہم دوسری قوموں کے محتاج ہیں؟

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم تہذیب میں دوسری قوموں کے محتاج ہیں، اِن لوگوں کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ ایک یک چشم (ایک آنکھ والا) کی نسبت مشہور ہے کہ وہ دہلی شہر گیا، سیر کے لئے چاندنی چوک میں گیا اتفاق سے اس کی گردن بھی نہ مڑسکتی تھی اس لئے جاتے وقت صرف ایک طرف کی دُکانیں نظر آئیں دوسری جانب کی نظر نہ آئیں جب وہاں سے واپس ہونے لگا تو دوسری جانب کی دُکانیں نظر آئیں تو اُن کو دیکھ کر اس نے کہا ''دہلی کے لوگ بھی کیسے لوگ ہیں ابھی یہ دوکانیں داہنی جانب تھیں ابھی ہمارے لوٹنے سے پہلے ان کو اُٹھا کر بائیں جانب رکھ دیا۔

لہٰذا جو لوگ یہ بات کرتے ہیں کہ ہم تہذیب میں دوسری قوموں کے محتاج ہیں ان لوگوں نے بھی شریعتِ اسلامیہ کو صرف ایک طرف سے دیکھا ہے جو وہ اس کو محتاج سمجھتے ہیں ورنہ شریعت اسلامیہ میں وہ تہذیب ہے کہ دُنیا کے اندر کسی قوم کے اندر بھی اتنی تہذیب نہیں ہے۔ (مفاسدِ گناہ 18/82-83)

(از افادات: حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

مرسلہ: جناب محمد حسنین صاحب، لاہور

خیال رکھیے!

اولاد کو بیاہنے کا
سنّت کو اپنانے کا
پیغامِ حق سنانے کا
حلال روزی کمانے کا
قبر میں جانے کا
نماز کے قضا نہ ہوجانے کا
اللہ تعالیٰ کے راضی ہوجانے کا
قرآن کو دستورِ حیات بنانے کا
دُنیا میں نیک اعمال کرجانے کا
آخرت میں اجروثواب کمانے کا
دوزخ کے عذاب سے بچ جانے کا
اچھے اَخلاق کے ساتھ پیش آنے کا
زندگی کو (آخرت کے لئے) بنانے کا

مرسلہ: محمد بابر، ہزارہ

اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے۔ (یونس: 77)

بداعمالیوں کی مختلف سزائیں (3)

مولانا مجیب الرحمٰن
ڈیرہ اسماعیل خان

(6) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک آدمی نے زلزلہ آنے سے متعلق پوچھا تو اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"جب لوگ زنا جائز بنالیں اور شراب پینے لگیں اور ڈھول باجے بجانے لگیں اللہ تعالیٰ اپنے آسمان میں غیرت فرما کر زمین کو حکم فرماتے ہیں اِن کو ہلا دے، تو اگر توبہ کریں اور گناہ سے باز آئیں تو ٹھیک ورنہ ان پر عمارتیں گرا دے"، میں نے عرض کیا (اے اُمّ المؤمنین!) کیا یہ ان کے لئے عذاب ہوتا ہے؟ فرمایا: "نہیں بلکہ (نیک) مؤمنین کے لئے نصیحت رحمت اور برکت ہوتی ہے اور کافروں (نافرمانوں) کے لئے عذاب اور ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے"۔ (العقوبات:17)

(7) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی اللہ تعالیٰ ان سے بارش روک دیں گے اور جس قوم میں زنا عام ہوگا اللہ تعالیٰ ان میں اموات کی کثرت کریں گے اور جس قوم میں سود عام ہوگا اللہ تعالیٰ ان پر جنون (پاگل ہونا) مسلّط کریں گے اور جس قوم میں قتل عام ہوگا کہ ایک دوسرے کو ماریں گے اللہ تعالیٰ ان پر دشمن مسلّط کرے گا اور جس قوم میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حرکت (ہم جنس پرستی) عام ہوگی اللہ تعالیٰ ان میں دھنسنا ظاہر کرے گا اور جو قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی نہ ان کے اعمال اوپر جائیں گے نہ ان کی دعائیں قبول ہوں گی۔ (العقوبات: 35)

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سنن (346/3) میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "جو قوم عہد و معاہدہ توڑے گی ان میں قتل وغارت گری عام ہوگی اور جس قوم میں بے حیائی عام ہوجائے گی اللہ تعالیٰ ان میں موت کی کثرت کردیں گے، اور جو قوم فیصلوں میں ظلم کرنے لگے گی ان میں خانہ جنگی شروع ہوجائے گی"۔

(8) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جس قوم میں بے حیائی ظاہر ہوجائے گی حتیٰ کہ اعلانیہ کرنے لگیں گے ان کو وباؤں اور ایسی بیماریوں میں مبتلا کیا جائے گا جو ان کے گزرے لوگوں میں نہ تھیں، اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی اُن پر قحط سالی اور سخت مشقت اور بادشاہوں کا ظلم ڈالا جائے گا، اور جو قوم مالوں کی زکوٰۃ نہ دیں گے ان پر آسمان سے بارش رک جائے گی (معمولی بارش ہوگی) اگر جانور نہ ہوتے تو بارش بالکل نہ ہوتی، اور جو قوم عہد توڑے گی اللہ تعالیٰ ان پر باہر کا دشمن مسلط کرے گا جو ان کے قبضہ سے کچھ نہ کچھ لے جائے گا اور جن کے حکمران قرآن وسنّت کے مطابق حکومت نہ کریں گے (نظام شریعت نافذ نہ کریں گے) اللہ تعالیٰ ان میں خانہ جنگی پیدا کردے گا (العقوبات:11، ابن ماجہ:290)

جاری ہے

سبق آموز نصیحت

خالد بن صفوان کا معمول تھا کہ اوّل تو وہ بادشاہوں کے دربار میں جاتے ہی نہ تھے اور اگر جاتے تو مخلوقِ خدا اور خود بادشاہ کی بھلائی اور بہتری کے لئے۔ ایک دن وہ ہشام کی خدمت میں گئے۔ اُس نے کہا خالد! کوئی اچھی بات سناؤ۔ انہوں نے کہا ایک مقام و مرتبہ والا بادشاہ اپنے محلّات کی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: یہ کس کے محلّات ہیں؟ انہوں نے کہا حضور کے! پھر کہا یہ فوج کس کی ہے؟ سب نے کہا حضور کی! یہ خزانہ کس کا ہے؟ اور کیا اتنا خزانہ کسی اور کے پاس تھا؟ انہی ساتھیوں میں سے ایک بوڑھا تجربہ کار حق گو بھی تھا، اس نے کہا سب کچھ حضور ہی کا ہے مگر اتنا فرمایئے کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے کیا اس میں کبھی کمی نہ آئے گی، وہ آپ کے پاس بطور میراث پہنچا ہے یا نہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ خزانہ میں بے شک کبھی نہ کبھی کمی کی توقع ہے اور خزانہ کیا اور دوسری چیزیں کیا سب مجھے میراث میں ملی ہیں اور میراث ہی میں جائیں گی۔ اس بوڑھے تجربہ کار نے کہا پھر ایسی چیز کا کیا غرور جو پہلے آپ کے پیشرو کے پاس تھی تو اس کے ساتھ نہ گئی اب آپ کے پاس ہے تو آپ کے ساتھ نہ جائے گی اور کل آپ کے جانشین کو ملے گی تو اسے قبر میں ڈال کر خود پھر واپس آجائے گی۔ خلیفہ ہشام پر اس قصے نے بڑا اثر کیا وہ اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور چند روز تک اپنے محل سے بھی نہ نکلا۔

ارا کینِ سلطنت خالد بن صفوان پر بہت ناراض ہوئے کہ تم امیر المؤمنین کے عیش و آرام میں خلل ڈالتے ہو، خالد نے کہا صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ان سے آرام پہنچے، مجھے بُرا بھلا نہ کہو میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ جب کسی بادشاہ کے پاس جاؤں گا تو اسے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی یاد اور بندوں کے حقوق سے غافل نہ ہونے دوں گا۔ (تاریخ حریتِ اسلام: 119-118)

تم آیاتِ شفاء سے کہاں غافل ہو؟

شیخ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا بات ہے میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا میرا بیٹا بیمار ہے اور اس کی بہت بُری حالت ہوگئی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم آیاتِ شفاء سے کہاں غافل ہو؟

1. وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ (التوبۃ: 14)
2. وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ (یونس: 57)
3. فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (النحل: 69)
4. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (الاسراء: 82)
5. وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (الشعراء: 80)
6. قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ (فصلت: 44)

(المدخل للعبدری 182/4)

شیخ موصوف نے تین مرتبہ یہ آیات پڑھ کر دم کیا تو بحکمِ خداوندی وہ بالکل تندرست ہوگیا۔

مرسلہ: ذبیح اللہ۔ پشاور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اہم مسئلہ وراثت

اور کروڑوں مسلمانوں کی غفلت

از مدیر
ماہ نامہ "علم وعمل"، لاہور

قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَتَاۡکُلُوۡنَ التُّرَاثَ اَکۡلًا لَّمًّا (سورۃ الفجر آیت: 19)

ترجمہ: "اور تم کھا جاتے ہو میراث کا مال سمیٹ سمیٹ کر" ہمارے معاشرہ میں بہت سے دین دار بھی اس مسئلہ میں بہت سخت کوتاہی کا شکار ہیں۔ اس مضمون سے کسی خاص طبقے کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں بلکہ ہر عام وخاص مسلمانوں میں اس مسئلہ میں غفلت پائی جاتی ہے۔

بندہ (مدیر ماہ نامہ علم وعمل، لاہور) اس رسالہ کے ذریعہ نہ صرف اس مسئلہ میں غفلت سے پردہ چاک کرنا چاہتا ہے، بلکہ دُنیا بھر کے اہلِ اسلام کو قرآن وحدیث کا یہ پیغام گھر گھر بلکہ ہر فردِ بشر تک پہنچانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ میری اس گفتگو وتحریر میں اخلاص وقبولیت عطا فرمادیں۔ آمین

وہ مسئلہ جس کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ وراثت کا مسئلہ ہے مسئلہ وارثت میں ہر خاص وعام مسلمان کوتاہی برت رہا ہے۔ اس مسئلہ میں کوتاہی کی مختلف قسمیں ہیں۔

ہماری **ایک علمی کوتاہی** ہے کہ لوگ وراثت کے مسائل نہیں سیکھتے، حالاں کہ قرآن وحدیث میں مسائل وراثت سیکھنے کی تاکید پائی جاتی ہے بلکہ بعض روایات میں دین کے مسائل کو آدھا حصّہ قرار دیا گیا، بقیہ آدھا حصّہ "مسائلِ وارثت" کو بنایا گیا ہے۔ [ابنِ ماجہ: 2719]

اس بات سے ہر بندہ کو بخوبی اندازہ ہو جانا چاہئے کہ آدھا دین تو ہمارا "مسائلِ میراث" میں ہے جسے سیکھنے کی زحمت ہی نہیں کی جاتی حالاں کہ "مسائلِ وراثت" سیکھنا رحمت اور فضیلت کا کام ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری **عملی کوتاہی** ہے، جس کی کئی صورتیں ہیں اور سب گناہ ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ وراثت تقسیم ہی نہیں کرتے جو کہ حرام ہے، یعنی وراثت تقسیم کرنا فرض ہے اور نہ کرنا حرام ہے۔ اس عملی کوتاہی کی **دوسری صورت** وارثت کو صحیح تقسیم نہ کرنا ہے، یہ بھی شرعاً بہت بڑا (کبیرہ) گناہ ہے۔ اس عملی کوتاہی کی **تیسری صورت** یہ ہے کہ بعض رشتہ داروں سے وراثت کا حق معاف کروالیتے ہیں یا بہنوں کے صرف اس کہنے پر کہ "ہمیں کچھ نہیں چاہئے" حقِ وراثت کو معاف سمجھ لیتے ہیں۔ حالاں کہ ایسے شرعاً معاف نہیں ہوتا نیز اس میں یہ بھی صورت شامل ہے کہ بیٹیوں، بہنوں کو جہیز کا کہہ کر وراثت سے محروم کردیا جاتا ہے۔

حدیث جس نے اپنے وارث کی میراث میں سے کوئی حصّہ کاٹ دیا اللہ تعالیٰ جنّت سے اس کی میراث کاٹ دیں گے۔ [ابنِ ماجہ]

وراثت تقسیم کرنے کا صحیح وقت اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی بندہ (مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان، بچّہ ہو یا بچّی) فوت ہو جائے تو اس کے تین دن بعد یا حسبِ ضرورت ہفتہ، دس دن، مہینہ بعد میّت کے مال سے میّت کے ذمّہ (بندوں کا) قرض اُتار کر شرعی طریقہ سے وراثت تقسیم کرنا ضروری ہے۔ وہ طریقہ اس طرح ہے کہ میّت کی ملکیت کی تمام اشیاء (منقولہ وغیر منقولہ) کو ایک کاغذ پر لکھئے۔ مثلاً میّت کی ملکیت میں فریج، اے سی، بیڈ، کمبل، کپڑے، جوتیاں، برتن، موبائیل، کمپیوٹر۔ **الغرض** ایک سوئی بھی اس کی ملکیت میں ہو تو اُن سب کی فہرست کاغذ پر تیار کر کے ہر چیز کی اوسط قیمت لگائی جائے اور پھر کل مال کا ٹوٹل کیا جائے اس کے بعد وارثوں کے حساب سے جس کا جو حق بنے اس کے حوالہ کیا جائے۔

مثلاً ایک آدمی فوت ہوا اس کے وارثوں میں اس کا والد، بیوی پانچ بیٹیاں ایک بیٹا زندہ ہیں، والد کو 1/6، بیوی کو 1/8 حصّہ ملے گا، باقی جو مال بچے ایک ایک حصّہ بیٹیوں کا اور دوگنا بیٹے کا۔

مثال کے طور پر مرنے والے نے (اپنی تمام مملوکہ اشیاء جن سب کا ٹوٹل کریں تو) تین لاکھ (بنتے ہیں) چھوڑے اور ایک لاکھ روپے قرضہ تھا، اب ایک لاکھ روپے سیدھے قرضوں میں ادا کرنے ہوں گے، باقی دو لاکھ روپے میّت کی تمام چیزوں کی مالیت میں بچے، اب دو لاکھ روپے کو 168 پر تقسیم کریں گے۔ 168 میں سے 28 حصّے والد کے، 21 حصّے بیوہ کے، 17 حصّے فی بیٹی کے، 34 حصّے بیٹے کو دیئے جائیں گے۔

یاد رکھئے کہ! **1** ترکہ میّت کا وہ حلال مال ہے کہ وفات کے وقت وہ اس کا مالک ہو اور کسی دوسرے کا حق اس کے ساتھ متعلق نہ ہو۔ اگر کوئی شخص حرام مال چھوڑ کر مرا وہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوگا۔ **2** میّت کی تمام ملکیت والی چیزوں کو حساب میں جمع کر کے سب کا حصّہ نکالنا ہوگا پھر ادائیگی مشورہ سے کرنی ہوتی ہے کہ کس وارث نے کیا چیز رکھنی ہے اور کس نے بیچ کر رقم لینی ہے۔ **3** جب کوئی بندہ مر جائے اور اس کے بچے نابالغ بھی ہوں تو نابالغوں کا حصّہ نکال کر الگ سے ان کے لئے جمع کرنا ہوگا کوئی دوسرا شخص نہیں لے سکتا۔ **4** میّت کا سارا مال وراثت ہے اب اس کی رقم سے چیزیں نہیں خرید سکتے مثلاً میّت کے مال سے گاڑی میں پٹرول ہے تو سب وارثوں کی اجازت کے بغیر اسے استعمال نہیں کر سکتے، اگر کوئی وارث نابالغ ہے تو اس کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہوگی **5** میّت نے کوئی وصیّت کی ہو کہ اتنا مال فلاں کو یا فلاں ادارہ میں دے دینا

توشرعی اصول کے مطابق مال کے تیسرے حصّہ میں وصیّت جاری ہوگی۔ مثلاً میّت نے کہا تھا کہ مرنے کے بعد ایک لاکھ روپے دے دینا اب تیسرا حصّہ 66 ہزار بن رہا ہے تو 66 ہزار ہی دیں گے، یعنی دو حصّوں میں ہر صورت وراثت جاری ہوتی ہے۔ **جائزہ رپورٹ:** اڑھائی ارب کے قریب مسلمان ہیں، آئیے! ہم غور کریں وراثت کے ان مسائل پر عمل کرنے والے کتنے ہیں؟ **ذرا غور کیجئے!** چلیئے صرف پاکستان ہی کی 17 کروڑ آبادی میں غور کرلیجئے کتنے مسلمان وراثت تقسیم کرتے ہیں اور کتنے صحیح طریقہ سے تقسیم کرتے ہیں؟ جو لوگ وراثت تقسیم بھی کرتے ہیں وہ صرف کوئی پلاٹ یا گھر، **الغرض** بڑی بڑی چیزوں کو تقسیم کرتے ہیں وہ بھی کئی سالوں بعد۔ اس سے بڑھ کر کوئی خدا خوفی سے اپنی طرف سے اچھی طرح کوئی شخص تقسیم کرنے لگتا ہے تو وہ بھی گھر، بڑی بڑی چیزوں کے ساتھ چند چیزیں اور شامل کرلے گا... کپڑے، نقدی، سواری وغیرہ۔ ایسے لوگ بتایئے! جنہوں نے سوئی سوئی کا حساب کیا ہو اور بروقت کیا ہو، بڑی تلاش کے بعد 17 کروڑ میں سے آپ 5 سے دس مثالیں لاسکیں گے، اس سے زائد ہوں تو ہمیں بھی بتایئے تاکہ اطمینان ہو۔ گھروں میں میاں کو یہ پتہ نہیں کہ میری ملکیت میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ بیوی کو پتہ نہیں کہ میری ملکیت میں کیا کیا چیزیں ہیں اور کون کون سی چیزیں بچّوں کو بطورِ ملکیت دی ہیں اور کون سی اشیاء بچوں کو صرف استعمال کے لئے دی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ اپنی ملکیت کی تمام اشیاء کی فہرست بنائی جائے، اور بالغ بچوں/بچیوں کو جو چیز دی جائے وہ اُن کی ملکیت کردی جائے، اور نابالغ بچوں/بچیوں کو جو کچھ دیں وہ اپنی ملکیت میں رکھ کردیا جائے کیوں کہ نابالغ بچوں کو اگر مالک بنادیا جائے تو پھر ایک بچہ کی چیز دوسرا استعمال نہیں کرسکتا بلکہ خود بھی استعمال نہیں کرسکتے، پھر جن بچوں کو استعمال کے لئے چیزیں دے رکھی ہیں اُن کی ملکیت گھر میں واضح ہونی چاہیئے کہ ماں کی ہیں یا والد کی۔ آج کل ہوتا یہ ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد اگر کوئی اپنا حق مانگ بھی لے تو اسے طرح طرح کے القابات سے نوازا جاتا ہے کہ ابھی تو میّت کا واقعہ پرانا نہیں ہوا اسے مال کی پڑی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم نے نہیں لینا امّی زندہ ہیں سب کچھ اُن کا ہے۔ کبھی بہنیں کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے معاف کیا، **یاد رکھئے!** کہ کسی وارث کے یہ کہنے سے اس کا حصّہ معاف نہیں ہوتا بلکہ اس کا حصّہ اس کو دینا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے (مدیر کو) بلکہ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائیں کہ ہم سب اس مسئلہ پر عمل پیرا ہوجائیں۔ آمین ثم آمین

یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

آہ! استاذ القرّاء حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب بھی چل بسے

ابھی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جدائی کا غم تازہ ہی تھا کہ 30/اپریل 2011ء بروز شنبہ (ہفتہ) بعد از عصر جامعہ اشرفیہ لاہور شعبہ تجوید وقرائت کے صدر مدرّس حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب کے اچانک انتقال کی خبر نے ایک اور صدمہ سے دوچار کر دیا۔ حضرت قاری صاحب... محترم جناب قاری نذیر احمد صاحب (حفظ وقرائت کے مشہور زمانہ اُستاذ) کے فرزند ہیں، آپ کا آبائی وطن فیصل آباد ہے۔ آپ نے حفظ وتجوید کی ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور حضرت قاری صدیق صاحب سے حاصل کی، بعدازاں اُستاذ القرّاء قاری عبدالرحمٰن صاحب ڈیروی سے قراتِ سبعہ وعشرہ کی تکمیل کی، آپ قاری عبدالرحمٰن ڈیروی کے خاص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ 1983ء میں جامعہ مدنیہ لاہور سے دورۂ حدیث کا امتحان نمایاں نمبروں میں پاس کیا۔ 20/جولائی 1986ء میں جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں شعبۂ تجوید کے مدرّس مقرّر ہوئے اور تا دمِ آخر جامعہ میں شعبۂ تجوید وقرائت کے صدر مدرّس کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت قاری صاحب فنِ تجوید وقرائت کے بلند پایہ اُستاد تھے، آپ اپنے معاصرین میں ایک امتیازی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے، فنِ تجوید کی باریکیوں کو سُلجھانا حضرت قاری صاحب کو بخوبی آتا تھا، یہی وجہ ہے کہ علم تجوید وقرائت سے وابستہ اساتذہ اپنی اصلاح کے لئے حضرت قاری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تسلی بخش جوابات پا کر اطمینان حاصل کرتے تھے۔ دورانِ سبق انتہائی خوش گوار ماحول میں سبق کے مشکل مقامات کو اس طرح حل فرماتے کہ طلباء کی تشفی ہو جاتی اور وہ اس سہل اندازی پر حیران رہ جاتے۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مصلح الاُمّت، شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم اپنے متعلقین کو حضرت قاری صاحب سے استفادہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے، جو بلاشبہ قاری صاحب کے ماہرِ فنّ ہونے کی روشن دلیل تھی۔ متعدد بین الاقوامی محافل میں جامعہ اشرفیہ کی طرف سے نمائندگی کا اعزاز حاصل کرتے رہے۔ آپ جدید وقدیم فنونِ حرب وضرب کے بھی اُستاد تھے، نیز فنِّ خطاطی میں حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہترین شاگرد تھے۔ آپ نے اپنے علوم وفنون میں بیسیوں انعامات واعزازات بھی حاصل کئے۔ حضرت قاری صاحب ہنس مکھ، ملن سار، مہمان نواز اور نہایت خوش اَخلاق بھی تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ عام وخاص کے ہاں ہر دل عزیز ومقبول تھے۔ آپ سبق کے ساتھ ساتھ اپنے طلباء کی اَخلاقی تربیت بھی فرماتے، زندگی کی مشکلات میں صبر وہمت کی تلقین فرماتے اور مفید مشوروں اور نصیحتوں سے بھی نوازتے۔ بالآخر تقریباً 52 سال کی مختصر عمر میں تجوید وقرائت کے یہ بلند پایہ اُستاد ایک بیوہ، تین بیٹیوں، دو بیٹوں اور سینکڑوں شاگردوں کو سوگوار چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ فنِّ تجوید میں مختلف کتابوں کی تلخیص وتسہیل اور کئی کتابوں کو تصنیف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کی خدماتِ جلیلہ کو بطورِ صدقۂ جاریہ قبول فرما کر آپ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین

مولانا سعید قاسم صاحب
لاہور

حضرت عبداللہ بن جحشؓ

مولانا محمد شریف صاحب، لاہور

نام ونسب: نام عبداللہ، کُنیّت ابو محمد والد کا نام جحش اور والدہ کا نام اُمیمہ تھا، والدہ حضرت عبدالمطلب کی صاحب زادی اور نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔

قبولِ اسلام: حضرت عبداللہ بن جحش ؓ نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کیا، جب کہ ابھی نبی علیہ السلام دارِارقم میں پناہ گزیں نہیں ہوئے تھے۔ (طبقاتِ ابنِ سعد)

ھجرت: مشرکینِ مکّہ کے ظلم وستم سے یہ خاندان بھی محفوظ نہ تھا، انہوں نے دودفعہ سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، پھر واپس آکر اپنے قبیلے کے تمام افراد کو جو دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ پہنچے، حضرت عاصم بن ثابت بن ابی افلح انصاری ؓ نے ان کے تمام قبیلہ کو اپنا مہمان بنایا، حضور ﷺ نے ان دونوں میں بھائی چارہ قائم فرمادیا تھا۔ (طبقات ابنِ سعد)

جھاد میں شرکت: ماہِ رجب ۲ ھ میں نبی علیہ السلام نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنایا اور یہ حکم دیا کہ مکّہ اور طائف کے درمیان جو نخلستان ہے وہاں پہنچ کر قریش کی نقل وحرکت اور دوسرے ضروری حالات کا پتہ چلائیں، چناں چہ نہایت ادب کے ساتھ آپ نے اس حکم کی تعمیل کی،

غزوۂ بدرواُحد دونوں میں شریک رہے، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد سے ایک روز پہلے میں نے اور عبداللہ نے ایک ساتھ دُعا مانگی تھی میری دُعا کے بعد انہوں نے یوں دُعا مانگی ’’اے اللہ! مجھے ایسا مدّ مقابل عطا کر جو نہایت بہادر ہو میں تیری راہ میں اس سے لڑوں یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر کے ناک، کان کاٹ ڈالے جب میں تجھ سے ملوں اور تو فرمائے اے عبداللہ! یہ تیرے کان، ناک کیوں کاٹے گئے؟ تو میں عرض کروں تیرے لئے اور تیرے رسول کے لئے اور یہ تمنّا اس قدر تھی کہ قسم کھا کر یہ کہتے تھے اے اللہ! میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں دشمن سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر کے میرا مثلہ کر ڈالے گا۔

(اسد الغابۃ)

اَخلاق: جفاکشی ان کی فطرت میں داخل تھی چناں چہ نخلستان کی مہم پر مامور کئے گئے تو نبی علیہ السلام نے ان کے ساتھیوں سے فرمایا ’’گو عبداللہ بن جحش تم لوگوں میں سب سے بہتر نہیں تاہم بھوک، پیاس کی سختیوں کو زیادہ برداشت کرسکتا ہے‘‘۔ (اسد الغابۃ)

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبّت نے ان کو تمام دُنیا سے بے نیاز کر دیا تھا، انہیں اگر کوئی تمنّا تھی تو صرف یہ کہ جان عزیز کسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نثار ہو جائے۔

چناں چہ آرزو پوری ہوئی اور اَلْمَجْدَعُ فِی

سب سے آسان کام دوسروں پر نکتہ چینی اور سب سے مشکل کام اپنی اصلاح کرنا ہے۔ (از اقوالِ حکماء)

اللہِ یعنی "گوش بُریدہ راہِ خدا" (یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کٹے ہوئے کان والے) ان کے نام کا فصلِ امتیاز ہوگیا۔ (اسد الغابۃ)

شہادت: ۷/شوال ۳ھ ہفتہ کے روز اُحد کا میدان گرم ہوا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اس جوش سے لڑے کہ تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی، حضور علیہ السلام نے ان کو کھجور کی چھڑی مرحمت فرمائی جس نے ان کے ہاتھ میں تلوار کا کام دیا، دیر تک لڑتے رہے، بالآخر اسی حالت میں ابوالحکم بن اخنس ثقفی کے وار نے شہادت کی تمنا پوری کردی، مشرکین نے مثلہ کیا اور ناک، کان کاٹ کر دھاگے میں پروئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو بولے "خدا کی قسم! عبداللہ کی دُعا میری دُعا سے بہتر تھی"۔

چالیس برس سے کچھ زیادہ عمر پائی، اپنے ماموں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔ (اسد الغابۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

استقبالِ رمضان... تیاری کر لیجیے

مرسلہ: محمد قاسم علی، لاہور

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، برکتوں والا مہینہ سایہ فگن ہونے کو ہے، رحمت، مغفرت، اور جہنّم سے آزادی کے پروانے کی موسلا دھار بارش کے بادل برسنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اس بارش سے فیض یاب ہونے کے لئے ہم پر چند ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں: (1) ہم دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیوں کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور بضرور اس نعمت میں زیادتی کروں گا"۔ (ابراہیم: 7) لہٰذا ہم شکر کریں گے کہ "یا اللہ! تو نے ہمیں رمضان المبارک کے قریب قریب پہنچا دیا ہے تو یقیناً ہمیں بھی رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں اور قیمتی گھڑیاں ضرور میسر آئیں گی"۔ (2) یہ کہ ہم اپنے دل کو گناہوں سے پاک صاف کرلیں کیوں کہ نور وہاں آتا ہے جہاں ظلمت نہ ہو، اگر ہمارے دل میں گناہوں کے سیاہ دھبے باقی رہیں گے تو نیکیوں کا نور تو بالکل نہ آئے گا اس لئے لازماً اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے استغفار کریں اور اتنا استغفار کریں کہ گناہوں کی سیاہی سے ہمارا دل و دماغ آئینے کی طرح صاف و شفاف ہوجائے پھر ان شاء اللہ تعالیٰ دل کی آنکھوں سے رحمت کی برسات کا مشاہدہ ہوگا۔ (3) اپنے دل، آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں اور اعضاء و جوارح کو گناہوں کی سیاہی سے پاک کرنے کے ساتھ ساتھ دوبارہ گناہوں کی نجاست میں آلودہ ہونے سے اور گندگی سے بدبودار ہونے سے بچائیں ان شاء اللہ تعالیٰ پھر ہمیں نیکیوں کی حقیقی لذّت محسوس ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے آمین۔

وضو نہیں ٹوٹتا

- اپنا سراپا (ستر) دیکھنے سے۔
- کسی بچہ کو برہنہ دیکھنے سے۔
- برہنہ تصویر دیکھنا گناہ ہے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن دوبارہ کر لینا بہتر ہے۔
- کسی کے سامنے پائجامہ گھٹنوں سے اوپر کرنا گناہ ہے، مگر اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
- حقّہ، بیڑی، سگریٹ، پان وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن نماز سے پہلے منہ کی بدبو دور کرنا ضروری ہے، اگر منہ سے حقّہ، یا سگریٹ کی بو آتی ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔
- گناہ کے کاموں سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن مکروہ ضرور ہو جاتا ہے اس لئے دوبارہ کر لینا مستحب و بہتر ہے۔
- آئینہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
- ٹی وی دیکھنا گناہ ہے اور گناہ کے بعد دوبارہ وضو کر لینا مستحب ہے۔
- بال بنوانے اور ناخن اتارنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
- وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل جلد 2)

مساجد کو سجانا

شبِ برأت و شبِ قدر کے لئے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دُعا و استغفار کی ترغیب دی ہے مساجد کو پھول وغیرہ سے سجانے کی ترغیب نہیں دی البتہ مسجدوں میں (تمام سال) خوشبو کی ترغیب آئی ہے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے بلکہ راحت پہنچے، ان مخصوص بابرکت راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر اجتماعی حیثیت سے جاگنا مکروہ و ممنوع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ 213/15)

غیر محرم سے تعلق و محبّت کا علاج

سوال ایک عورت کو ایک اجنبی مرد سے محبّت ہو گئی، معلوم نہیں اُن میں محبّت کیسی ہے، کیا صورت اختیار کی جائے؟

جواب غیر آدمی سے محبّت کے نتائج نہایت خطرناک ہیں فوراً توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے عہد کرے اور دُعا کرے کہ حق تعالیٰ توبہ پر قائم رکھے، درود شریف کثرت سے پڑھا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ غلط محبّت دل سے صاف ہو جائے گی۔ (حوالہ بالا 306/2)

کیا سخت بیمار کے لئے موت کی دُعا کرنا جائز ہے؟

جواب مریض کے لئے شفاء اور عافیت کی دُعا کرنا مسنون ہے اور شدید مرض یا کسی بھی دنیاوی مصیبت کی وجہ سے موت کی دُعا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہنا کہ مرنے کے بعد تکلیف ختم ہو جائے گی اس لئے صحیح نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں؟ اس کا یقینی علم کسی کو نہیں البتہ اگر تکلیف پر

صبر مشکل ہو جائے تو مریض کے لئے اس طرح دُعا کرنے کی گنجائش ہے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّیْ۔

[ابو داؤد 87/6]

"اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت بہتر ہو موت عطا فرما"۔ اور ایسے مریض شخص کے لئے راحت و آرام کی دُعا بھی کی جا سکتی ہے۔ (جامع الفتاویٰ 400/3)

توبہ کرنے والے کو ذلیل کرنا جائز نہیں

جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ شخص اپنے قصور کا اعتراف کر لے اور آئندہ نہ کرنے کا اقرار کر لے تو اس شخص نے توبہ کر لی اب اس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات 288)

ننگے سر نماز پڑھنا

سوال اگر کسی کو مسجد میں ٹوپی یا سر پر ڈالنے کے لئے کپڑا نہ ملے تو کیا وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب یہاں تین مسئلے ہیں:

1 آج کل لوگوں میں ننگے سر رہنے اور اسی حالت میں بازاروں میں گھومنے پھرنے کا رواج ہے اور یہ خلافِ مروّت ہے، مسلمانوں کو بازاروں میں ننگے سر نہیں پھرنا چاہئے۔

2 چوں کہ عام طور سے لوگوں کے پاس سر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہیں ہوتی اس لئے مسجد میں ٹوپیاں رکھنے کا رواج ہے تا کہ لوگ نماز کے وقت ان کو پہن لیا کریں۔ ان میں اکثر بدشکل، میلی کچیلی اور شکستہ ہوتی ہیں۔ ایسی ٹوپیوں کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیوں کہ ان کو پہن کر آدمی سنجیدہ محفل میں نہیں جا سکتا لہٰذا احکم الحاکمین کے دربار میں ان کو پہن کر حاضری دینا خلافِ ادب ہے۔

3 ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل 311/3)

امام تکبیرِ تحریمہ میں جلدی نہ کرے

امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔ پس امام کو چاہئے کہ تکبیرِ تحریمہ میں ایسی جلدی نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لے، ایسا ہرگز نہ کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم 216/2 بحوالہ رد المختار 531/1)

یعنی امام کو چاہئے کہ جس وقت نماز کے لئے کھڑا ہو پیچھے مقتدیوں کو دیکھ لے کہ سب ٹھیک طرح کھڑے ہیں یا نہیں؟ اور مقتدیوں کے درمیان خلا تو نہیں یعنی کندھا کندھے سے ملا ہونا چاہئے، اس کی حدیث میں تاکید آئی ہے۔

استقبالِ رمضان: جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔

"اے اللہ! ماہِ رجب و شعبان میں برکت عطا فرمایئے اور ہمیں ماہِ رمضان تک (بخیریت) پہنچا دیجئے"۔ [شعب الایمان للبیہقی: 3534]

حدیث: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔ [بخاری، کتاب اللباس]

ایک عورت کی پکار پر...
انصاف کی فراہمی

اہلیہ مفتی عبید اللہ زاہد، سرگودھا

"عباسی خلیفہ معتصم باللہ سامراء میں اپنی مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہے، ارد گرد مصاحبین بیٹھے ہوئے ہیں، خلیفہ اپنے احباب سے محوِ گفتگو ہے، اچانک ایک آدمی دربار میں آیا، سب کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ ہوگئیں، اُس نے بتایا کہ میں روم سے آرہا ہوں، خلیفہ نے وہاں کے حالات معلوم کیئے، اس نے کہا کہ وہاں کے حالات سب ٹھیک ہیں، البتہ وہاں ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا کہ میں ایک دن روم کے شہر عموریہ کے بازار میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک عرب خاتون ایک رومی سے کسی سامان کے متعلق سودا کر رہی ہے، یکا یک دونوں میں کچھ تلخی پیدا ہوگئی، اس رومی نے اس خاتون کو اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے کئی دانت ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے، اس عورت کی زبان سے نکلا: وَامُعْتَصِمَاہ! (ہائے معتصم! میری مدد کرو) اس پر اس آدمی نے کہا: بُلا اپنے خلیفہ کو دیکھیں وہ تیری مدد کرتا ہے یا نہیں؟ صرف یہ معمولی سا واقعہ پیش آیا اور کوئی قابلِ ذکر بات نہیں۔ یہ واقعہ سُنتے ہی خلیفہ غصّے سے آگ بگولہ ہوگیا اور اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا، اس نے اپنی مسند پر کھڑے ہو کر بُلند آواز سے کہا: لَبَّیْکَ اَیَّتُھَا الْمَرْاَۃُ الْمُسْلِمَۃُ! (اے مسلمان خاتون! میں تیری مدد کو حاضر ہوں) اسی وقت خلیفہ لشکر لے کر روانہ ہوگیا اور روم پہنچ کر شہر عموریہ پر حملہ کر دیا، اور خلیفہ نے اس ناقابلِ تسخیر شہر کو فتح کر کے اس ظالم کو گرفتار کر لیا اور اس مسلم خاتون کو انصاف دلایا"۔ (ماخوذ از ندائے شاہی)

آج یہی دُہائی غیر مسلموں کی قید میں آبرو باختہ خواتین خصوصاً ڈاکٹر عافیہ صدیقی مسلم اُمّہ کو دے رہی ہیں کہ "اے مسلم اُمّہ! مجھے امریکی ظالم درندوں کے ظلم سے بچاؤ" لیکن مسلم حکمران تو خوابِ خرگوش میں مست ہیں ان میں بھلا کہاں معتصم باللہ جیسی جرأت؟

ے ہر شاخ اپنی مست جوانی میں مست ہے ‏ ‏ جڑ کٹ رہی ہے اور کسی کو خبر نہیں

ے جن کا خون صیقل شمشیر تھا دُنیا میں کبھی ‏ ‏ اب انہیں نام سے شمشیر کے ڈر لگتا ہے

سوچئے!

ہماری راہ کیا تھی؟
ہماری منزل کیا تھی؟
اور ہم کہاں جا رہے ہیں؟

فرشتے سے بہتر ہے انسان ہونا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اُسے اپنے اس رُتبہ کو برقرار رکھنے اور اپنے آپ کو اس رُتبہ کا اہل قرار دیئے جانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے اور احکامِ خداوندی کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات انسان کچھ ایسے افعال کر بیٹھتا ہے جو اس کو پستیوں میں گرا دیتے ہیں اور پھر ندامت و شرمندگی کے مارے وہ سر اُٹھانے کے قابل نہیں رہتا۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان اپنی ابتداء (نطفہ) اور اپنی انتہاء کو کبھی فراموش نہ کرے۔

ابتداء یہ کہ وہ ایک گندے پانی (نطفہ) سے پیدا ہوا ہے اور **انتہا** یہ کہ اُسے اس ذاتِ بابرکت کے سامنے اپنے تمام اعمال و افعال کا حساب کتاب دینا ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

لیکن صد افسوس ہے کہ انسان نے اس راہِ خدا پر چلنے کو ترک کر دیا ہے۔ وہ انسان کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سکون نصیب ہوتا تھا آج لہو و لعب میں مشغول ہے۔ حالاں کہ فرمادیا:

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ ''اور دُنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے''۔ ﴿آل عمران 185﴾

یعنی دُنیا کی حقیقت صرف اور صرف دھوکہ و فریب ہے۔ جو دور سے خوش نما دکھائی دیتی ہے لیکن قریب آ کر اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ ہماری آج کی نوجوان نسل (لڑکے اور لڑکیاں) دنیاوی حُسن و جمال اور جاہ و جلال کے متلاشی ہیں۔ انہوں نے اس ذاتِ بابرکت کی خوشنودی کی جستجو ترک کر دی ہے جو کہ اس کی واحد رفیق ہے۔ جس کے بغیر انسان کا سانس تک لینا محال ہے، وہ ذات کہ جو اپنے بندے سے ستر ماؤں جتنا پیار کرتا ہے اور ہم اسی مہربان ذاتِ اقدس کے احکام کو پسِ پُشت ڈال کر زندگی گزار رہے ہیں۔

مرسلہ
بنتِ محمد ارشد
کوٹ مٹھن

ہمیں اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ہے۔ ہمیں اپنی ذات کی گہرائی میں جھانکنا ہے کہ ہمارے اندر کون ہے جو بار بار ہر گناہ پر ہمیں جھنجھوڑنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن ہم اس کی بات پر کان ہی نہیں دھرتے؟ آخر وہ کون ہے جو شاید ہمیں یہ کہنا چاہتا ہے کہ سوچئے.......!

ہماری راہ کیا تھی؟ ہماری منزل کیا تھی؟ اور ہم کہاں جا رہے ہیں؟

آئیے نماز سیکھیے قسط:2

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب، کراچی

نماز شروع کرتے وقت

1 دل میں نیّت کر لیجئے کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں، زبان سے نیّت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ 2 دونوں ہاتھ دوپٹہ سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اُٹھائیے کہ ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں، خواتین کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائیں گی۔ 3 مذکورہ بالا طریقہ پر ہاتھ اُٹھاتے وقت اللہ اکبر کہیے، دونوں ہاتھ سینے پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھیے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر آجائے، خواتین کو مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں

1 اکیلے نماز پڑھنے کی حالت میں پہلی رکعت میں پہلے سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھئے، اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھئے اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھئے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھئے اور جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہیں اس کے فوراً بعد آمین کہئے، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر کوئی سورت پڑھئے یا کہیں سے تین آیتیں پڑھئے۔ 2 اگر اتفاقاً امام کے پیچھے ہوں تو صرف سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کر خاموش ہو جائیے اور امام کی قرأت کو دھیان لگا کر سنئے، اگر امام زور سے پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورۂ فاتحہ کا دھیان رکھئے۔ 3 جب خود قرأت کر رہی ہوں تو سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پڑھ کر سانس توڑ دیجئے، پھر دوسری آیت پڑھئے، کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھئے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر سانس توڑ دیجئے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر پھر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر۔ اسی طرح پوری پوری سورۂ فاتحہ پڑھئے لیکن اس کے بعد قرأت میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں اور خواتین کو ہر نماز میں الحمد شریف اور سورۃ وغیرہ سب آہستہ آواز سے پڑھنی چاہئیں۔ (بہشتی زیور) 4 بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصّہ کو حرکت نہ دیجئے، جتنے سکون کے ساتھ کھڑی ہوں اتنا ہی بہتر ہے، اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کیجئے اور وہ بھی سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔ 5 جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے کو اس طرح چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے ادب کے خلاف ہے، اس سے پرہیز کیجئے، یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیجئے یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔ جاری ہے

حدیث: عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ [ترغیب و ترہیب 626]

مایوس کیوں بیٹھی ہے....؟ گناہ معاف کرانے کے نبوی نسخوں کو لیجیئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

① **نیک کام کیجئے اور بڑے گناہوں سے بچیئے چھوٹے گناہ معاف** ابنِ ماجہ، ابنِ خُزیمہ، ابنِ حبّان اور مسندِ حاکم وغیرہ کتب میں روایات درج ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کا بندہ یا بندی پانچ نمازیں پڑھتے ہوں، رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہوں، زکوٰۃ ادا کرتے ہوں اور بڑے گناہوں سے بچتے ہوں تو چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

② **نماز کے لئے اچھی طرح وضو کیجئے سارے گناہ معاف** جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وضو کرے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز پڑھے اُس کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی''۔ [سنن ابی داؤد 24/1]

③ **رات باوضو سویا کیجئے گناہ معاف** جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنے جسموں کو پاک رکھا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں پاک رکھے گا، کیوں کہ جو بندہ (بندی) بھی باوضو رات گزارے گا تو اُس کے ساتھ اُس کے اندرونی کپڑے (بنیان وغیرہ) میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے۔ رات کی جس گھڑی میں بندہ جب کروٹ لیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ ''اے اللہ! اپنے اِس بندے کی مغفرت کر دیجئے کیوں کہ اِس نے باوضو رات گزاری''۔ [طبرانی فی الاوسط: 5087]

از مدیر
ماہ نامہ علم وعمل، لاہور

④ **جمعہ کے دن غسل کیجئے گناہ معاف** جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم نے فرمایا ''جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے نکال دیتا ہے۔'' [کنز العمال 754/7 ح:21346]

⑤ **صلوٰۃ التسبیح پڑھیئے گناہ معاف** [ابوداؤد، نسائی] مشہور طریقہ کے مطابق اگر ہو سکے تو روزانہ پڑھیئے ورنہ ہفتہ میں ایک بار، اگر زیادہ مصروفیت ہے تو مہینہ میں ایک بار، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم سال میں ایک بار ضرور پڑھیئے۔ صلوٰۃ التسبیح پڑھنے سے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے، ظاہری باطنی تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور گناہ معاف کرانے کے اِن نبوی نسخوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

ثُمَّ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

موٹاپا

اسباب
نقصانات
علاج

حکیم نذیر احمد شیخ، حیدر آباد
0300-9371907

غذا کی زیادتی، موٹاپا والدین سے وراثت میں ملنا، ورزش اور چہل قدمی نہ کرنا، ضرورت سے زیادہ کھانا اور مشقت نہ کرنا، مرغّن، میٹھی، چکنائی سے بھرپور غذاؤں کا استعمال، بازاری غیر معیاری چیزیں چپس، چاکلیٹ، آئس کریم وغیرہ کھانا۔

ایک سیدھا سادا اصول: موٹاپا سیدھا سادہ آمدنی وخرچ کا حساب ہے یعنی کسی شخص کی روزانہ آمدنی جس قدر ہے اگر خرچ بھی اُتنا ہی کردے تو کچھ نہیں بچے گا اس کے برعکس اگر آمدنی زیادہ ہو اور خرچ کم ہو تو فطری طور پر رقم جمع ہونا شروع ہوجائے گی۔ بالکل یہی فارمولا یا طریقہ کار کھائی جانے والی خوراک اور جسمانی خرچ کا ہے، دن رات میں جو بھی غذا کھائی جاتی ہے اُس کا استعمال بھی اُسی حساب سے ہے یعنی اتنی ہی محنت مشقت، ورزش یا چہل قدمی وغیرہ کرلی جائے تو حساب برابر ہوجائے گا۔

ایک غلط فہمی: عام طور پر موٹے لوگ وزن کم کرنے کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں، یہ بڑی غلطی ہے۔ اکثر خواتین ڈائٹنگ کرتی ہیں اس ڈر سے کہ ہمارا وزن نہ بڑھ جائے یا بڑھا ہوا وزن کم ہوجائے۔ حالاں کہ انسانی جسم کو صحت مند اور تندرست و توانا رکھنے کے لئے مختلف غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یاد رکھئے! کہ دُبلا ہونا ایک الگ چیز ہے اور کمزور ہونا الگ بات ہے، غذا بالکل چھوڑ دینے سے معدہ خالی رہتا ہے اور کمزوری ہوجاتی ہے۔

موٹاپے کے نقصانات: دل کی بیماری، بلڈ پریشر، دمہ، سانس کا پھولنا، جوڑوں کا درد، جسمانی تھکاوٹ، اعصابی اور مردانہ کمزوری جیسی بیماریاں ہونے کا قوی امکان رہتا ہے۔

موٹاپے کا علاج: متوازن غذا لینا، چہل قدمی کرنا، مناسب ورزش کرنا اور ہر نشے سے پاک زندگی گزارنا۔ غذا میں چربی پیدا کرنے والی چیز یعنی نشاستہ کا استعمال کم کرنا، چاول اور روٹی بالکل بند نہیں بلکہ ان کی کم مقدار لی جائے، تازہ سبزیاں اور اُبلی ہوئی سبزیاں استعمال کی جائیں، سلاد کے پتے، ٹماٹر، کھیرا، بند گوبھی، ککڑی لی جائے، بھوسی اسپغول پانی میں لی جائے۔ اشتہاری دوائیں جن میں شرطیہ اور مہنگا علاج کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ نہ لی جائیں، سفوف مھزل کسی معیاری دواخانہ کا بنا ہو تو حسبِ ترکیب لیا جائے۔ دالیں، مچھلی، چھوٹا گوشت، دلیہ باری باری کم سے کم چکنائی میں لیا جاسکتا ہے۔ میٹھے کا استعمال کم ہو اور ہوٹل اور شادی و دیگر تقریبات کا کھانا کھانے سے جس میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے پرہیز ہو اور رات کو دیر سے کھانا کھا کر فوراً بستر پر سونے سے بھی وزن بڑھنے کا امکان رہتا ہے۔

طاعت (نیکی) وہ چیز ہے کہ اس کی لذّت وہی جانتا ہے جو پاتا ہے۔ (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

بے وفائی کی دس باتیں

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دس باتیں بے وفائی کی ہیں:

1. کوئی مرد یا عورت اپنے لئے تو دُعا کرے، لیکن اپنے والدین اور عام مؤمنین کے لئے دُعا نہ کرے۔
2. کوئی شخص قرآن پڑھے، لیکن ہر روز سو آیتیں نہ پڑھے۔
3. کوئی شخص مسجد میں جائے اور دو رکعتیں (تحیۃ المسجد) پڑھے بغیر وہاں سے واپس چلا آئے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو، اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُلِلّٰہِ وَلآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ (بہشتی زیور)
4. کوئی شخص قبرستان سے گزرے لیکن قبر والوں کو سلام نہ کرے نہ ان کے لئے دُعا کرے۔
5. کوئی شخص جمعہ کے دن (گاؤں سے) شہر جائے اور وہاں سے جمعہ پڑھے بغیر واپس چلا جائے۔
6. کسی محلّہ میں کوئی عالمِ دین آئے اور اس کے پاس کوئی دین سیکھنے نہ جائے۔
7. دو شخص ایک دوسرے کے رفیق (ساتھی) بنیں لیکن ایک دوسرے کا نام بھی نہ پوچھیں۔
8. کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور وہ اس کی دعوت میں نہ جائے بشرطیکہ دعوت میں کوئی گناہ کا کام نہ ہو۔
9. کوئی شخص فراغت کے باوجود اپنی جوانی ضائع کردے اور علم و ادب نہ سیکھے۔
10. ایک شخص خود تو پیٹ بھر لے لیکن اپنے بھوکے ہمسائے کو کچھ بھی نہ کھلائے پلائے۔

(تنبیہ الغافلین)

مرسلہ: مفتی عبیداللہ زاہد، سرگودھا

گلدستۂ بہار

علم وعمل کے نام

علم وعمل میرے آنگن کی بہار بن کر آیا
علم وعمل میرے دل کا قرار بن کر آیا
آج کے اس پُرفتن دور میں
نور کا ہمارے لئے مینار بن کر آیا
قرآن سنّت کے دلکش پھولوں سے سجا
ہر دم خوشبو بکھیرتا گل زار بن کر آیا
ہیں اور رسالے ایک سے بڑھ کر ایک
علم وعمل ان سب میں باوقار بن کر آیا
فحاشی، عریانی کے تیز طوفانوں میں
شرم وحیا کا پیغام بن کر آیا

مرسلہ: محمد فواد نسیم، لاہور

سلام کی کشش

مولانا محمد کلیم صدیقی
لکھنؤ

پادری کے جوان بیٹے کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوگیا، اکلوتے جوان بیٹے کی تعزیت کے لئے لوگ آتے، خاموشی سے آکر بیٹھ جاتے، اس لئے گڈنون، گڈ آفٹرنون (اچھا دوپہر، اچھا بعد دوپہر) کہہ نہیں سکتے تھے۔ تعلق رکھنے والے ایک مسلمان بھی اظہارِ افسوس کے لئے آئے اورانہوں نے خوب زور سے "سلام" کہا، (غیر مسلم کو سلام میں پہل نہیں کرنی چاہئے البتہ اگر وہ پہل کرے تو صرف "وعلیکم" کہنا چاہئے، البتہ اگر سلام میں پہل کرے تو یوں کہے اَلسَّلامُ عَلٰی مَنِ اتَّبعَ الْھُدیٰ) پادری نے کہا ملاقات کے وقت آدمی خوشی کے اظہار کے لئے سلام کرتا ہے، یہ خوشی کا وقت نہیں۔ مسلمان نے کہا کہ اسلام میں "سلام" ملاقات کی دُعا ہے، اور سلام کا مفہوم یوں سمجھایا کہ اگر آپ کسی خوشی میں ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بُرے وقت سے سلامتی عطا فرمائے اور اگر آپ کسی حادثہ کا شکار ہیں یا کسی غم میں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دُکھ اور غم سے عافیت اور سلامتی عطا فرمائے۔

پادری بہت متاثر ہوا کہ اسلام کا "سلام" بھی خوب ہے، جس مذہب کا سلام اتنا اچھا ہو، مجھے اسے پڑھنا چاہئے، شکستہ دلی کے ساتھ قرآن مجید بازار سے لیا اور پڑھنا شروع کیا، اسے قرآن مجید کے مطالعہ سے بیٹے کی جدائی کے غم میں بڑی تسلی ہوئی اور ایک روز آیا کہ وہ پادری مسلمان ہوگیا۔

اسلام جو سراسر سلامتی ہے اس کا ہر حکم سلامتی پر مبنی ہے، اس میں عافیت، چین اور سلامتی ہی سلامتی ہے، مہد سے لحد تک، بچپن سے لے کر بڑھاپے اور موت تک، اور اس سے کہیں زیادہ رہنے کے اصلی گھر موت کے بعد کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں اگر سلامتی ہے تو صرف اسلام کی آغوش میں ہے۔

انسان فطرتاً سلامتی پسند ہے، اگر اسے اسلام کا حقیقی معنی میں تعارف کرا دیا جائے تو وہ اس کو پہلی پسند سمجھ کر قبول کرتا ہے، مگر ہم مسلمان سلامتی اور خیر کے اس پیغام سے خود بھی دور ہیں، اور دوسروں کے قبول اسلام کے لئے بھی حجاب بنے ہوئے ہیں کہ اسلامی اصولوں و احکامات کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے۔ کاش! ہم میں سے ہر ایک اپنے کردار، عادات و اطوار سے دُنیا کے لئے سلامتی کے اس دین کو اُن تک پہنچانے کا حق ادا کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنے والوں کے القاب

1 مُتَّقُوْنَ 2 مُهْتَدُوْنَ 3 مُفْلِحُوْنَ 4 فَائِزُوْنَ 5 صَادِقُوْنَ

6 صَالِحُوْنَ 7 عَابِدُوْنَ 8 رَاشِدُوْنَ 9 مُحْسِنُوْنَ۔ (انوار الرشید)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان القاب کا حق دار بنائے۔ آمین

بنتِ راشد، ڈیرہ اسماعیل خان

حدیث: جو شخص لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے تباہی و بربادی ہے [ترمذی]

لازوال دوستی کا سبب

مرسلہ
محمد فہیم عالم، لاہور

''سر آپ کے دوست حماد قریشی آئے ہیں۔'' ''کیا!'' عثمان سبحانی، اپنے ملازم کی بات سن کر اپنی کرسی سے اُچھل ہی تو پڑے اور ملازم کو پرے دھکیلتے ہوئے دروازے کی طرف لپکے، باہر انتظار گاہ میں اُن کے دوست حماد قریشی بیٹھے ہوئے تھے۔ ''آہا... حماد! میرے دوست'' ان کو دیکھتے ہی عثمان سبحانی پُکار اُٹھے، کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے۔ محبّت میں عثمان سبحانی نے حماد قریشی کو اتنی زور سے دبایا کہ حماد قریشی کو اپنی پسلیاں ایک دوسرے میں گھستی ہوئی محسوس ہوئیں۔ ''یار میں تم سے ناراض ہوں'' عثمان سبحانی منہ پھلا کر بولے۔

''کیوں؟ بھئی مجھ سے ایسی کیا خطا ہوگئی''؟ ''خطا کے بچے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بغیر پوچھے بے دھڑک آجایا کرو'' عثمان سبحانی انہیں گھورتے ہوئے بولے۔ ''ہوسکتا ہے آپ مصروف ہوں میں یہی سوچ کر پہلے ملازم کے ذریعے اطلاع کر دیتا ہوں'' حماد قریشی چکراتے ہوئے بولے۔ ''یہ سوچنے سے پہلے تم یہ کیوں نہیں سوچ لیتے کہ تمہارے لئے تو میں اپنی تمام مصروفیات ترک کرسکتا ہوں'' عثمان سبحانی محبت بھرے لہجے میں بولے۔ اتنے میں ملازم چائے اور دوسرے لوازمات لے آیا وہ چائے نوش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچپن اور اسکول کے زمانہ کی باتوں میں مصروف ہوگئے کیوں کہ وہ بچپن اور اسکول کے ساتھی تھے۔ کافی دیر تک باتیں کرنے کے بعد حماد قریشی کے انکار کے باوجود عثمان سبحانی نے کھانا منگوالیا۔ یوں تین گھنٹے کے بعد حماد قریشی رخصت ہوئے۔ صاب جی! ام آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہے؟ حماد قریشی عثمان سبحانی کی فیکٹری سے نکلنے ہی لگے تھے کہ فیکٹری کے ملازم گل ریز خان نے اُن سے پوچھا۔ پوچھئے خان صاحب! آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ حماد قریشی مسکراتے ہوئے بولے ''جناب بات یہ ہے کہ امارا سبحانی صاب آپ سے اتنی محبت کیوں کرتا ہے؟ امارے صاب کے اور بھی بہت سے دوست ہیں جو آپ سے بھی بڑی بڑی گاڑیوں میں آتے ہیں لیکن صاب کبھی ان کو اتنا وقت نہں دیتے، کسی اور سے اتنی محبت سے پیش نہیں آتے بلکہ بعض دفعہ مصروفیت کا کہہ کر معذرت کرلیتے ہیں جب کہ آپ کے ساتھ معاملہ برعکس ہے صاب کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں جب آپ آتے ہیں تو وہ اپنی تمام مصروفیات کو چھوڑ دیتے ہیں؟ گل ریز خان بولتا چلا گیا۔ خان صاحب اس کی وجہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ میں دوستوں کی طرح روز ہی نہیں آجاتا بلکہ کبھی کبھی آتا ہوں جس سے عثمان سبحانی صاحب کی مجھ سے محبت کم ہونے کے بجائے بڑھتی رہتی ہے اور کیوں نہ بڑھے آخر کو یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا مبارک ارشاد ہے ''وقفے سے ملا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے'' (المعجم الکبیر لطبرانی 26/4) اوہ تو یہ بات ہے۔ پھر تو ام بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی زندگی میں اس پر عمل کرے گا۔ گل ریز خان پرعزم لہجے میں بولا اور حماد قریشی باہر کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے (لہٰذا اس سے بچ کر رہیں)۔ ﴿یوسف: 5﴾

1 جس نے آئندہ اچھے کام کئے اس کے پچھلے گناہ معاف

حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْسَنَ فِیْ مَابَقِیَ غُفِرَلَہٗ مَامَضٰی وَمَنْ اَسَآءَ فِیْ مَابَقِیَ اُخِذَ بِمَامَضٰی وَمَابَقِیَ [اخرجہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن:6806]

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے باقی ماندہ زندگی میں اچھے عمل کئے تو گزرے ہوئے زمانہ کے گناہوں کی بخشش کردی جائے گی، اور جس نے بقیہ زندگی کو بُرے اعمال اور غفلت میں گزار دیا تو گزشتہ ایام اور باقی ایام یعنی دونوں قسموں کے دنوں کی پکڑ ہوگی''۔

2 جس نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر قرآن پڑھنا سکھایا اس کے گناہ معاف:

حدیث: مَنْ عَلَّمَ ابْنَہُ الْقُرْاٰنَ نَظْرًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَاتَاَخَّرَ [طبرانی فی الاوسط 1935]

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر قرآن پڑھنا سکھادیا اس کے گناہ معاف''۔

3 دن کے شروع اور آخری حصہ میں نیک کام کیجئے درمیان کے گناہ معاف:

حدیث: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلٰٓئِکَتِہٖ لَا تَکْتُبُوْا عَلَیْہِ مَابَیْنَ ذٰلِکَ مِنَ الذُّنُوْبِ [جامع الاحادیث 45709 بحوالہ طبرانی]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ جس نے شروع دن و آخر میں نیک کام کیا ہو اُس کے درمیانی حصہ کے گناہوں کو مت لکھو''۔

پیارے بچّوں کے لئے پیارے نام

1. محمد ماعز
2. محمد اسامہ
3. محمد جعفر
4. محمد صدیق
5. محمد شعیب

پیاری بچیوں کے لئے پیارے نام

1. رَمْلہ محمد
2. حَنَّہ محمد
3. صَفِیہ محمد
4. حفصہ محمد
5. زینب محمد

یہ غلط نام نہ رکھیے: 1 نبی بخش 2 رسول بخش 3 عبد النبی

نوٹ: یہ تینوں نام رکھنے جائز نہیں

جامعہ کے شب و روز

شیخ الاسلام مدظلہ **کا بیان** قسط دوم

نکاح خواں حضرات
ائمۂ مساجد صاحبان
توجہ فرمائیے!

1 اس رسالہ میں تمام مضامین بالخصوص وصیّت اور وراثت نہ صرف پڑھیے بلکہ عملی اقدام کرتے ہوئے آگے مضامین کو خوب پھیلائیے۔ 2 فی طالب علم ماہانہ تعلیمی خرچہ /1500 روپے جب کہ سالانہ خرچ /13500 روپے ہے 3 مدرسہ کے دارُالاقامۃ (طلباء کے ہاسٹل) کی پانچ منزلہ عمارت کا نقشہ ابتدائی مرحلہ میں تیار ہے، اِس بلڈنگ کے آغاز کے لئے کافی وسائل درکار ہیں اِس لئے قارئینِ کرام دارُالاِقامۃ (ہاسٹل) کی جلد تعمیر شروع ہونے کے لئے دُعا فرماتے رہئے شکریہ

مہر

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (30.618 گرام)

	درہم	تولہ	گرام
چاندی کا نصاب	200	52.5	613
کم از کم مہر	10	2.625	31
مہرِ فاطمی	500	131.25	1531

یا اس کی بازاری قیمت۔ چاندی کا ریٹ چوں کہ مختلف ہوتا رہتا ہے اس لئے جس دن حساب کرنا ہو اس دن اپنے علاقہ سے ریٹ لے کر بازاری قیمت نکال لینی چاہیئے۔

نکاح خواں حضرات! گزشتہ شمارہ میں مہر کی کم از کم مقدار 2700 روپے لکھی تھی، لیکن جب رسالہ قائین کے ہاتھوں میں پہنچا تو روپے کی یہ مقدار تقریباً چار ہزار روپے ہو چکی تھی۔ چوں کہ رسالہ ایک ماہ قبل تیار کرنا پڑتا ہے اس لئے اب تازہ ریٹ نہیں لکھا جاتا لہٰذا توجہ فرمائیے! کہ آج کل کم از کم مہر پانچ ہزار روپے ضرور رکھوا لیجئے کیوں کہ پورا پورا حساب مشکل ہوتا ہے۔
زیادہ سے زیادہ مہر اپنی گنجائش کے مطابق جتنا چاہیں رکھ سکتے ہیں مگر ادائیگی ضروری ہے۔

ائمۂ مساجد حضرات سے گزارش ہے کہ وضو کے دوران پاؤں کے نچلے حصّہ پر بھی نظر ڈال لینی چاہئے عموماً یہ حصّہ نظر سے نہیں گزرتا کبھی آٹا، رنگ، (پینٹ) ٹیپ وغیرہ لگے رہ سکتے ہیں

درجۂ کُتُب کے شش ماہی امتحان کا نتیجہ

درجہ	اوّل	دوم	سوم
خامسہ	محمد احسان الحق	نزاکت رفیق	احمد نواز
رابعہ	محمد بلال	شاہد اقبال	سید عبدالمعید
ثالثہ	ڈاکٹر امجد علی	محمد حنیف	محمد شرافت رفیق
ثانیہ	منہاج الدین	محمد طلحہ	محمد حماد ارشد
اولیٰ	محمد حسّان	محمد جہاں زیب	شہزاد حسن

CPL NO:200

ماہنامہ علم و عمل لاہور

کیا آپ پریشان ہیں...؟

جو لوگ مسائل کا شکار ہیں حتیٰ کہ بے روزگار اور بے اولاد بھی ہیں، پریشان نہ ہوں، مندرجہ ذیل پانچ کام کیجئے: یہ مجرّب نسخہ ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے اس لئے اِس کی قدر کیجئے۔

(1) ہر فرض نماز کے بعد (سنّتوں سے پہلے) اللہ تعالیٰ کے یہ نام لے کر اپنی حاجت مانگئے: **یَا سُبُّوحُ یَا قُدُّوسُ یَا غَفُورُ یَا وَدُودُ یَا صَمَدُ یَا عَزِیزُ یَا مُغْنِیُ یَا نَاصِرُ** (اوّل و آخر درود شریف ضرور پڑھئے) (2) رات کے آخری تیسرے حصّہ میں جس وقت جاگ آئے تہجّد پڑھ لیں تو بہت بہتر ورنہ اُٹھ کر بیٹھ جایئے سر ڈھانپ کر دُعا کیجئے کہ ''اے اللہ! آپ کے اسم اعظم کا واسطہ ہے میرا یہ کام کر دیجئے''، اور جو کچھ مانگنا ہو یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے ضرور مانگا کیجئے۔ (3) اللہ والوں سے دُعا بھی کرایئے۔ (4) جس اہم کام کو کرانا چاہتے ہوں اُس ایک کام کی نیّت سے سوا لاکھ مرتبہ آیتِ کریمہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** پڑھئے۔

یاد رکھئے! سوا لاکھ کی تعداد پوری کرنی چاہئے، روزمرّہ آسانی سے جتنا پڑھ سکیں پڑھئے، بہتر یہ ہے کہ جس کا کام ہو وہ خود پڑھے البتہ میاں کا کام ہو تو بیوی پڑھ سکتی ہے اور بیوی کا کام ہو تو میاں پڑھ سکتا ہے اور دونوں کا کام ہو تو دونوں بھی پڑھ سکتے ہیں، مگر بہت سے افراد مل کر نہ پڑھئے۔ (5) جمعرات کو سورج ڈوبنے سے لے کر جمعہ کے دن سورج ڈوبنے تک چوبیس گھنٹے ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں جو مانگو مل جاتا ہے۔ جتنا اہم کام ہوا تنا زیادہ ان چوبیس گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ سے مانگئے۔

رسالہ کے لئے رابطہ نمبر ← (1) 0331-4546365 (2) 0302-4143044

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر ← (1) 0322-8405054 (2) مدرسہ و رسالہ دونوں کے لئے 042-35272270

اوقاتِ رابطہ: کوشش کیجئے کہ صبح 8 سے شام 5 تک ہی رابطہ کیا جائے۔ بصورتِ مجبوری رات 8 بجے تک وقت ہے۔

جامعہ عبداللہ بن عمر 23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سوا گوممتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور (پوسٹ کوڈ 53100)

انٹرنیٹ پر ''علم و عمل'' کا مطالعہ کرنے کے لئے www.ibin-e-umar.edu.pk

Email:aibneumar@yahoo.com ilmooaml@gmail.com